شرکتی ترقی

SPO
Strengthening
Participatory
Organization
ادارہ استحکام شرکتی ترقی

اپریل-ستمبر 2010

سیلاب متاثرین کی بحالی کا عمل۔۔۔ایک موثر حکمت عملی کی ضرورت

پاکستان میں کمزور جمہوری ڈھانچے، اداروں کی مالی کمزوری، بری طرز حکمرانی اور بالخصوص کرپشن اور بدعنوانی کے تناظر میں شفافیت کے مسئلے کی موجودگی میں سیلاب سے متاثرین کی مکمل بحالی کا عمل ایک بڑے چیلنج کے طور پر ہم سب کے سامنے ہے۔ یہ ہماری واقعی بدقسمتی ہے کہ جب بھی قوم کو کسی قدرتی آفت یا سیلاب کی تباہ کاریوں کا سامنا کرنا پڑا تو اسے ان مشکل حالات میں ریاست اور حکومت کی جانب سے بحالی کے عمل میں شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اگرچہ اب بھی حکومت کا دعویٰ ہے کہ اس نے متاثرین سیلاب کی بحالی کے عمل میں بہت زیادہ تیز رفتاری کی ہے اور بڑی تعداد میں لوگوں کو حکومتی سطح سے شفاف انداز میں ریلیف مہیا کیا جا رہا ہے۔ ممکن ہے حکومت کا دعویٰ کسی حد تک ٹھیک ہو لیکن اس کے باوجود یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں لوگوں کی بحالی کا عمل ابھی تک ہم سب کے سامنے ایک بڑے سوالیہ نشان کے طور پر موجود ہے۔

ہمیں اچھی طرح یاد ہے کہ جب 2005 میں زلزلے سے بڑی تباہی سامنے آئی تھی تو اس وقت بھی ریاستی اداروں اور حکومت کی جانب سے یہی کہا گیا تھا کہ ہم ان تمام حالات سے نمٹنے کی صلاحیت نہیں رکھتے تھے۔ لیکن اس کے بعد ان آفات سے نمٹنے کے حوالے سے ملک میں بہت سے اقدامات اٹھائے گئے جن میں مرکز اور صوبائی سطح پر نیشنل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی کی تشکیل بھی شامل تھی اور ان اداروں کو اربوں روپے بجٹ کی مد میں دیے گئے۔ لیکن حالیہ سیلاب میں ان اداروں کی کارکردگی پر بھی کئی طرح کے سوالات اٹھائے جا رہے ہیں اور یہاں تک کہ مرکز اور صوبوں کی سطح پر ان اداروں کے اجلاس تک منعقد نہیں کیے گئے۔ اب ایک بار پھر حکومتی سطح پر وسائل کے نہ ہونے، تربیت کی کمی اور بین الاقوامی اداروں سے امداد کے حصول میں مشکلات کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ یہ بات کافی حد تک ٹھیک ہے کہ اس طرح کی وسیع پیمانے پر ہونے والی بڑی تباہ کاریوں میں محض ریاست کے ادارے یا حکومت تن تنہا کچھ نہیں کر سکتی۔ اس کے لیے ملکی اور غیر ملکی اداروں سمیت شہری تنظیموں اور رضاکاروں کی معاونت بھی درکار ہوتی ہے تاکہ حکومت اور ریاست کے ادارے ان غیر سرکاری اداروں کی مدد کے ساتھ متاثرہ لوگوں کو زیادہ بہتر انداز میں مدد دے سکیں۔

لیکن اس تناظر میں بھی ہمیں حکومت اور ریاست کے اداروں کی جانب سے کوئی بڑے خاطر خواہ اقدامات نظر نہیں آئے۔ بلکہ دیکھا گیا ہے کہ حکومت، ریاستی اداروں اور غیر سرکاری تنظیموں یا اداروں کے درمیان رابطہ کاری کی کمی نے سیلاب سے متاثرہ لوگوں کی بحالی کے عمل میں اور زیادہ مشکلات پیدا کی ہیں۔ بظاہر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شاید حکومت اور غیر سرکاری اداروں میں اعتماد کی کمی کا فقدان ہے۔ یہ غیر سرکاری ادارے اور تنظیموں نے اپنی مدد آپ کے تحت سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں بنیادی ریلیف کے کاموں سے لے کر ان کی بحالی کے عمل میں ایک بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ یہاں تک بہت سے متاثرہ علاقوں میں حکومت سے پہلے ہمیں غیر سرکاری ادارے ریلیف کے عمل میں زیادہ سرگرم نظر آئے۔ خیبر پختونخواہ، پنجاب، سندھ اور بلوچستان سمیت گلگت، بلتستان اور آزاد کشمیر کے علاقوں میں جو بڑی تباہ کاری ہوئی ہے وہ ہم سے ایک مضبوط حکمت عملی کا تقاضہ کرتی ہے۔ خود اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل اس بات کا اعتراف کر چکے ہیں کہ حالیہ سیلاب کی تباہ کاریوں کی یہ مثال دیگر ملکوں میں ہونے والی تباہ کاریوں سے کہیں زیادہ ہے۔ ان کے بقول تقریباً ایک کروڑ افراد اس حالیہ سیلاب سے کسی نہ کسی طرح متاثر ہوئے ہیں۔ اسی طرح انہوں نے یہ اعتراف بھی کیا ہے کہ پاکستان میں سیلاب سے متاثرین کی بحالی کے عمل میں بین الاقوامی ڈونرز کے سامنے اصل سوال حکومت کی شفافیت اور بہتر انتظامی صلاحیتوں کا ہے۔

اس وقت جب یہ سطور لکھی جا رہی ہیں تو ایک بڑا چیلنج ریلیف سے بھی آگے بڑھ کر ان متاثرہ علاقوں اور اس میں موجود لوگوں کی Rehablitation کا بھی ہے اور اس حوالے سے جو بڑی تیز رفتاری ہمیں درکار ہے اس میں کافی حد تک مشکلات کا سامنا ہے۔ ان متاثرہ علاقوں میں سکول، صحت کے مراکز سمیت لوگوں کے مکانات بری طرح سے متاثر ہوئے ہیں اور ایسے لوگوں کی بھی بڑی تعداد موجود ہے جن کے مال اور مویشی بھی اس حالیہ سیلاب کی تباہ کاریوں کی نذر ہو گئے ہیں۔ لوگ جن میں بالخصوص عورتیں اور بچے و بچیاں بھی ہیں سر چھپانے کے لیے کھلے آسمانوں میں اور سہولیات سے محروم کیمپوں میں ایک بڑی امداد کے منتظر ہیں۔ ہزاروں خاندان نقل مکانی پر مجبور ہوئے ہیں اور متاثرہ لوگ بے شمار بیماریوں کا شکار ہو گئے ہیں۔ حکومتی ادارے ریلیف کے نام پر بہت کچھ کرنے کا دعویٰ کر رہے ہیں لیکن متاثرہ لوگوں کا موقف ہے کہ انہیں بحالی کے عمل میں وہ سب کچھ نہیں ملا جس کی انہیں اشد ضرورت ہے۔

دراصل ہمیں یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ امداد کے نظام کو موثر بنانے اور بالخصوص اس میں شفافیت کو یقینی بنانے کے لیے حکومت اور اس کے اداروں کی غیر سرکاری اداروں کے ساتھ ایک موثر رابطہ کاری اور مضبوط میکنزم کی ضرورت ہے۔ دیکھنا ہوگا کہ حکومتی ادارے اور غیر سرکاری ادارے کس طرح ریلیف اور دیگر کاموں میں ایک دوسرے کے لیے مددگار ثابت ہو سکتے ہیں۔ لیکن اگر اس کے برعکس دونوں فریق ایک دوسرے کو اپنا حریف سمجھیں گے اور ان پر اعتماد کرنے سے گریز کریں گے تو اس کا براہ راست نقصان متاثرہ لوگوں کی بحالی کے عمل میں ہوگا۔ مرکز اور صوبے میں موجود نیشنل اور صوبائی ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی کی اب یہ بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ متاثرہ لوگوں کی اصل بحالی یعنی rehablitation میں ایک موثر حکمت عملی بنائیں اور اس میں بالخصوص غیر سرکاری تنظیموں کے ساتھ ساتھ عوام کے منتخب نمائندوں کو بھی مشاورت کے عمل میں شامل کریں۔ بدقسمتی سے یہاں اس وقت مقامی حکومتوں کا نظام بھی تعطل کا شکار ہے اور عوام کے منتخب نمائندوں کی جگہ سرکاری ایڈمنسٹریٹر کی مدد سے نظام چلانے کی کوشش کی جا رہی ہے جس سے متاثرہ لوگوں کی شفاف امداد میں بھی مسائل ہیں۔ یہاں غیر سرکاری تنظیموں کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ نہ صرف محض اپنے کاموں کو ریلیف تک محدود رکھیں بلکہ ان تمام معاملات میں حکومتی اور غیر حکومتی اداروں، ڈونرز، عوامی نمائندوں اور بالخصوص این ڈی ایم اے اور پی ڈی ایم اے کے ساتھ ایڈووکیسی کے عمل کو بھی یقینی بنائیں اور ان پر دباؤ ڈالیں کہ وہ سیلاب سے متاثرہ لوگوں کی مدد کرنے میں اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہوگا کہ جب غیر سرکاری ادارے اپنی مدد آپ کے تحت کام کرنے کے ساتھ ساتھ ریاستی اداروں اور حکومت کو بھی تجاویز اور ان میں معاونت بھی فراہم کریں کہ جو بھی حکمت عملی اختیار کی جائے اس میں تمام stakeholders کی مشاورت اور طریقہ کار میں اتفاق رائے سامنے آئے تاکہ ہم بہتر انداز میں سیلاب سے متاثرہ لوگوں کی بحالی کے عمل کو جلد از جلد یقینی بنا سکیں۔

سلمان عابد

گزشتہ دنوں سیلاب کی تباہ کاریوں سے جہاں میدانی علاقوں میں بہت زیادہ نقصانات ہوئے ہیں وہاں آزاد کشمیر کے پہاڑی علاقے بھی نالوں میں طغیانی کے سبب کافی متاثر ہوئے ہیں۔ پاکستان کے دوسرے اضلاع کی طرح آزاد کشمیر کے اضلاع باغ، بھمبر اور نیلم میں بھی سول سوسائٹی نیٹ ورکس قائم کیے گئے ہیں جو کہ فعال بھی ہیں۔ سیلاب سے کچھ ہی دن پہلے کشمیر سول سوسائٹی نیٹ ورک باغ نے ضلع باغ میں اور چناری سول سوسائٹی نیٹ ورک نے ضلع حویلی میں ضلع کی سطح پر ضلعی انتظامیہ اور دوسرے سرکاری اداروں کو مدعو کر کے پروگرام کا انعقاد کیا جس میں ضلعی سطح پر ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی کی فعالیت پر زور دیا گیا۔ ضلع باغ اور حویلی میں ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی کا سرکاری نوٹیفیکیشن تو جاری ہو چکا ہے جس کے تحت ڈپٹی کمشنر ہی اس اتھارٹی کا بھی سربراہ ہوگا لیکن اکیلے ڈپٹی کمشنر کے بس میں نہیں کہ وہ پورے ضلع کی سطح پر احسن طریقے سے آفات سے متعلق انتظام کاری کو انجام دے سکے۔ حالیہ سیلاب کے بعد بھی سول سوسائٹی نیٹ ورکس نے ضلعی انتظامیوں کے شانہ بشانہ موقعے کی مناسبت سے اپنا فرض ادا کرتے ہوئے لوگوں کی معاونت کی۔

حالیہ بارشوں کی وجہ سے باغ سے کہوٹہ جانے والی سڑک بری طرح متاثر ہوئی۔ کچھ دنوں تک ایس پی او کا اپنے پراجیکٹ ایریا سے رابطہ منقطع رہا۔ اس دوران ایس پی او کی پارٹنر تنظیموں نے مل کر حکومتی متعلقہ اشخاص کے ساتھ رابطے کیے اور حویلی تا باغ بند سڑک کو کھلوانے کے لیے مشینری حاصل کی۔ اس کام میں کمیونٹی نے خود سے دلچسپی لی اور مشینری کے صحیح استعمال کے ساتھ ساتھ خود بھی کام کیا جس کی وجہ سے انتہائی خراب سڑک کی بحالی ممکن ہو سکی۔ اس کے علاوہ چھوٹی موٹی رابطہ سڑکوں کو اپنی مدد آپ کے تحت کھولا گیا۔

کچھ عرصہ قبل ایس پی او نے ایرا کے ساتھ مل کر گاؤں اور یونین کونسل کی سطح پر کمیونٹی کو آفت کی انتظام کاری سے متعلق تربیت کا اہتمام کیا تھا اور گاؤں اور پھر یونین کونسل کی سطح پر کمیٹیوں کا قیام بھی عمل میں لایا گیا۔ موجودہ صورت حال کے دوران ان تربیت یافتہ افراد نے اپنا کردار ادا کرتے ہوئے دو بچے بچیوں کو بچانے کی کوشش کی جن میں سے ایک کو بچانے میں کامیاب ہو گئے۔ سیلاب کی زد میں آنے والے گھروں سے سامان اور لوگوں کو محفوظ مقامات تک پہنچنے میں مدد دے کر ایمرجنسی رسپانس میں بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔

برساتی نالوں پر ایس پی او باغ کی تعمیر کردہ حفاظتی دیواروں کی وجہ سے آبادی کے ساتھ ساتھ کافی ساری زرعی زمین کو بھی بچا لیا گیا۔ اس تجربے کو مدنظر رکھتے ہوئے ہوئے ضلع حویلی کے متاثرہ علاقوں کا دورہ کیا گیا۔ مختلف مقامات پر حفاظتی دیوار یا پشتوں کی تعمیر کے حوالے سے مقامی کمیونٹی سے بات چیت ہوئی۔ سروے کے بعد چار مختلف جگہوں پر دیوار کا کام شروع کیا گیا جن میں سے دو کا کام ختم ہو چکا ہے اور دو پر کام جاری ہے۔ اس سارے عرصہ میں ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن سے مسلسل رابطہ رکھا گیا تاکہ حالات سے آگاہ رہا جا سکے۔

آفات سے نمٹنے کے حوالے سے کے لئے انتظام کاری کے حوالے سے شعوری آگاہی کے لئے دس روزہ مہم چلائی گئی۔ اس مہم کے دوران ایف ایم ریڈیو سے پیغامات نشر کیے گئے۔ اسی مہم کے زیر اہتمام عوامی قرارداد کی ایک مہم بھی چلائی گئی۔ جس میں مقامی سطح پر موجود خطرات کی نشاندہی کی گئی اور ان پر حکومتی اقدامات کے لئے قراردادیں پاس کی گئیں۔ یہ قراردادیں بعد میں ڈسٹرکٹ ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی اور دوسرے لائن ڈیپارٹمنٹس کے ساتھ میٹنگ بلا کر زیر بحث لائی گئیں۔ ڈسٹرکٹ ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی کے نمائندہ نے اس موقع پر کہا کہ ہم لوگ اپنی پوری کوشش کر رہے ہیں مگر کسی بھی مشکل صورت حال سے نمٹنے کے لئے مقامی تنظیموں اور کمیونٹی کے تعاون کی ضرورت ہوتی ہے۔ ادارہ ایسی کسی بھی ناگہانی آفات کی صورت میں مقامی تنظیموں اور کمیونٹی کے ساتھ مل کر کام کرے گا۔ اس کے علاوہ آئندہ کے لئے لائحہ عمل بھی تیار کیا جائے گا تاکہ اچھے دنوں میں کسی بھی ہنگامی حالات سے نمٹنے کے لئے تیاری کی جا سکے۔

باغ سے ماہنامہ سویل کا اجراء:

سول سوسائٹی کے مسائل کی پیروکاری، انسانی حقوق کے تحفظ اور بہتری کے لئے ادارہ شرکتی ترقی باغ کی تکنیکی معاونت سے کشمیر سول سوسائٹی نیٹ ورک باغ کے زیر اہتمام ایک ماہنامہ اخبار کا اجراء کیا جا رہا ہے۔ ماہنامہ سویل بنیادی طور پر KCSN کا ترجمان ہوگا جو بالعموم ریاست جبکہ بالخصوص ضلع باغ کے مسائل اور ایشوز کی پیروکاری کریگا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ باغ سے ابھی تک کسی بھی اخبار کا اجراء نہیں ہو پایا تھا اور یہ پہلا موقع ہے جب باغ سے کوئی اخبار شائع ہونے جا رہا ہے۔ کشمیر سول سوسائٹی نیٹ ورک باغ نے طے کیا ہے کہ اخبار پر اٹھنے والے تمام اخراجات نیٹ ورک کی پارٹنر تنظیمیں برداشت کریں گی۔ KCSN کا عزم ہے کہ ماہنامہ سویل کو مستقبل میں ہفت روزہ اور پھر روزنامہ بنانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں رکھی جائے گی۔ ماہنامہ سویل کا پہلا شمارہ ۱۸ ستمبر تک شائع ہو جائے گا۔ سویل کے ادارتی بورڈ میں باغ کے سینئر صحافی شامل ہیں جو اس کی ادارت اور اشاعت کے ذمہ دار ہوں گے۔

جنوبی پنجاب میں سیلاب کی خوفناک تباہی ۔۔۔ اور سول سوسائٹی کا کردار

محمد شاہنواز خان

حالیہ سیلاب نے پورے ملک میں تباہی مچادی جہاں ملک کے دیگر حصے متاثر ہوئے وہاں جنوبی پنجاب میں بھی سیلاب نے تباہی مچادی۔ جنوبی پنجاب 13 اضلاع پر مشتمل پنجاب کا پسماندہ ترین خطہ ہے۔ اس خطہ میں لوگ پہلے ہی بے شمار مسائل کا شکار تھے سیلاب نے ان غربت کے مارے لوگوں مزید پستی کی طرف دھکیل دیا۔ اس خطہ کی پسماندگی کی بے شمار وجوہات تھیں۔ لیکن سب سے اہم اور بنیادی وجہ اس خطہ کا جاگیردارانہ نظام اور وڈیرہ شاہی ہے جس نے اس 13 اضلاع کی عوام کو تعلیم، صحت، بنیادی سہولیات اور شعور جیسی دولت سے محروم رکھا۔ اس خطہ کے سیاسی وڈیرے ہر دور اقتدار میں اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے۔ دور آمریت کا ہو یا جمہوریت کا ہر دور میں اس خطے کے سیاست دان اقتدار کے اعلیٰ ایوانوں میں موجود ہے لیکن اس خطہ کے اعداد شمار اس بات کے گواہ ہیں کہ ان وڈیروں، سیاستدانوں، جاگیرداروں نے اس خطہ کو پنجاب کے دیگر اضلاع کے برابر ترقی کے دھارے میں شامل کرانے کے لیے کوئی ٹھوس اقدامات نہیں کئے۔ آج بھی اس خطہ کی 60% آبادی غربت کی لائن کے نیچے زندگی بسر کر رہی تھی۔ جب سیلاب نے پسماندگی کو مزید بڑھا دیا۔ اس سیلاب سے لیہ، مظفرگڑھ، ڈی جی خان، راجن پور اور رحیم یار خان کے اضلاع بری طرح متاثر ہوئے پنجاب حکومت کی رپورٹ کے مطابق سب سے زیادہ تباہی جن اضلاع میں ہوئی وہ مظفرگڑھ اور راجن پور ہیں ضلع مظفرگڑھ چار تحصیلوں (تحصیل مظفرگڑھ، کوٹ ادو، علی پور اور جتوئی) پر مشتمل ہے 8249 مربع کلومیٹر پر محیط اس ضلع کی آبادی تقریباً 2635903 افراد پر مشتمل ہے یہ ضلع زیادہ تر دیہی آبادی پر مشتمل ہے اس ضلع کی تمام تحصیلیں متاثر ہوئیں لیکن ان میں بھی جو تحصیل سب سے زیادہ متاثر ہوئی وہ صدیوں سے آباد تاریخی تحصیل کوٹ ادو ہے جس کی 28 میں سے 21 یونین کونسل ناقابل بیان تباہی کا شکار ہوئیں حالیہ سیلاب ان یونین کونسل کے رہائشیوں کا سب کچھ اپنے ساتھ بہا کر لے گیا احسان پور سے گجرات تک سیلاب نے سب کچھ تباہ کر دیا۔ لاکھوں انسان گھر بار چھوڑنے پر مجبور ہوئے، جانور، فصلیں، شہر، کچے پکے مکانات،، سکول، ہسپتال، سڑکیں، غرض سب کچھ تباہ ہو گیا۔ پارکو آئل ریفائنری، کوٹ ادو پاور پلانٹ، لال پیر پاور پلانٹ، PSO آئل ڈپو، فاطمہ شوگر ملز بھی اس تباہی سے نہ بچ سکے۔ ملتان سے کندیاں جانے والی ریلوے لائن میں شاہراہیں جگہ جگہ سے تباہ ہونے کے باعث ریل سڑک کے ذریعے رابطہ منقطع ہو گیا تھا۔

لاکھوں انسان کھلے آسمان کے نیچے زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوئے۔ ہزاروں جانور پانی میں ڈوب گئے۔ دائرہ دین پناہ سے شروع ہونے والی تباہی کا سلسلہ کوٹ ادو سناواں، گرمانی، محمود کوٹ سے ہوتا ہوا گجرات اور غازی گھاٹ تک پہنچا۔ جہاں جہاں سے یہ سیلاب گزرا زندگی کے آثار مٹاتا چلا گیا۔ کوٹ ادو تحصیل کے تقریباً 600 سے زیادہ دیہات صفحہ ہستی سے مٹ گئے جس میں بسنے والے لاکھوں لوگ بے یار و مددگار ہو کر پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔ مجھے ان تلخ لمحوں کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ میں یہ بات پورے یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ تمام تباہی قدرتی سے زیادہ انسانوں کی نااہلی کی وجہ سے پیدا ہوئی۔ سیلاب قدرتی آفت میں شمار ہوتا ہے لیکن اس سے بچاؤ کے اداروں نے کیا کیا۔ یہ وہ سوال ہے جس کا جواب ڈھونڈنا ہے۔؟ مجھے یہ مناظر قریب سے دیکھنے کا موقع ملا اس لئے یہ دل خراش تباہی کی ان مٹ تصویریں ذہن سے کبھی نہیں مٹ پائیں گی ان بے بس لوگوں کی آہ جنکا سب کچھ سیلاب کی ظالم لہروں کی نظر ہو گیا تھا ان ماؤں بہنوں بیٹیوں کی حالت جو کبھی گھر سے باہر نہیں آئیں تھی آج در بدر تھیں ان بزرگوں کی حالت جو چلنے پھرنے سے معذور ہونے کے باوجود اپنی زندگی کو بچانے کے لئے کھلے آسمان کے نیچے پڑے تھے۔ ان معصوم بچوں کی حالت جو کچھ نہ رہتے اور کچھ حالات سے بے خبر ریت کے ٹیلوں پر کھیلنے میں مصروف تھے۔ اور جب کوئی امداد دینے والی گاڑی ان کو بسکٹ نمکو یا چپس دے دے تو ان کی آنکھوں کی خوشی ناقابل بیان تھی۔ مجھے چوک سرور شہید کے نزدیک محمد والا میں پناہ گزین فیملی کے بزرگ کے ساتھ کچھ وقت گزارنے کا موقع ملا یہ لوگ کوٹ ادو کے نزدیک بستی پرہاڑ سے 70 میل کا فاصلہ کرکے یہاں آئے تھے۔ میں نے پوچھا اس پہلے کبھی ایسا سیلاب دیکھا۔ اس نے بتایا کہ میری عمر 95 سال ہے میں جب آٹھ یا نو سال کا تھا تو بڑا سیلاب آیا تھا۔ جس میں تیرتا ہوا نکلا تھا مگر یہ سیلاب اس سے بڑا ہے۔ اس میں تو کچھ نہیں بچا۔ تباہی کا یہ سلسلہ کہاں سے شروع ہوا اس کا جائزہ لیتے ہیں۔ یہ یکم اگست تھا جب ہمیں معلوم ہوا کہ دریائے سندھ کے سیلابی ریلے نے دائرہ دین پناہ کی مختلف بستیوں میں تباہی مچادی ہے اور سیکڑوں لوگ متاثر ہو کر باکی پیر اور عباس سپر پر موجود ہیں۔ ہم کچھ دوستوں کے ساتھ بند پر گئے تو ایسے ہی حالات تھے لوگ بے سروسامانی کے عالم میں بند پر پڑے تھے۔ چند مقامی افراد لوگوں کی مدد میں مصروف تھے۔ لیکن اس سے زیادہ خوفناک بات یہ تھی کہ یہ سب سے بڑا اور مضبوط بند جگہ جگہ سے کمزور ہو رہا تھا۔ 10 لاکھ پانی کا ریلا اس علاقے میں پہنچ رہا تھا۔ اور انتظامیہ کی جانب سے بند کی مضبوطی کے لئے کچھ نہیں کیا جا رہا تھا۔ لوگ بار بار انتظامیہ کو کہہ رہے تھے بند کے بچانے کا کچھ انتظام کریں ورنہ کچھ نہ بچے گا۔ سب ڈوب جائے گا۔ مقامی لوگوں کی رائے تھی کہ کچے کے علاقے میں پانی چھوڑنے سے بند کو بچایا جا سکتا تھا۔ لیکن انتظامیہ نے ایسا نہ کیا پھر وہی ہوا جس کا ڈر تھا۔ ایک دن کے بعد عباس بند ٹوٹ گیا ایک کلومیٹر شگاف نے دائرہ دین پناہ شہر میں تباہی مچادی اور پھر سلسلہ رکا نہیں یہ طوفانی ریلا تمام تر بند توڑتا ہوا دائرہ دین پناہ کے نزدیک بہنے والی دو بڑی نہروں مظفرگڑھ کینال اور ٹی پی لنک کینال میں داخل ہو گیا۔

اس کے بعد تباہی کا وہ سلسلہ شروع ہوا۔ جس کی مثال کوٹ ادو کی سو سالہ تاریخ میں نہیں ملتی کمزور نہروں کے پشتے ٹوٹتے رہے اور بستیاں ڈوبتی رہیں اور نہروں کے بند ٹوٹے سے پانی تاریخی شہر کوٹ ادو تک پہنچ گیا۔ کوٹ ادو شہر کے لاکھوں لوگ کو بھی نقل مکانی کرنی پڑی سیلابی ریلا ملک کی 10 فیصد بجلی پیدا کرنے والے پاور اسٹیشن کیپکو تک پہنچ گیا۔ انتظامیہ کو حالات کی سنگینی کا احساس بہت دیر سے ہوا۔ اس وقت ہوا جب لوگوں کا سب کچھ ڈوب چکا تھا۔ تباہی کا یہ ریلا جو عباس بند سے شروع ہوا تھا اور کوٹ ادو سناواں، گرمانی، محمود کوٹ سے ہوتا ہوا گجرات اور غازی گھاٹ تک پہنچا۔ ابتدائی اندازے کے مطابق 21 یونین کونسلوں کے 500 سے زیادہ چھوٹے بڑے گاؤں صفحہ ہستی سے مٹ گئے اس کے ساتھ ساتھ 800 سے زیادہ چھوٹی بڑی بستیاں جزوی طور پر تباہ ہوئیں۔ کوٹ ادو تحصیل سے 5 لاکھ زیادہ لوگ نقل مکانی پر مجبور ہوئے 2000 سے زیادہ بڑے مویشی جبکہ 1000 چھوٹے مویشی اور 2 لاکھ ایکڑ رقبہ پر کھڑی فصلیں تباہی کی نظر ہوئیں 18 بنیادی مراکز صحت اور 223 سکولوں کو سیلاب نے برباد کیا سیکڑوں کلومیٹر سڑکیں اور درجنوں چھوٹے بڑے پل سیلاب میں بہہ گئے۔ اس تمام خوفناک صورتحال پر ایک لمحے کے لئے میرے ذہن میں چند سوال ابھرتے ہیں۔ اگر عباس سپر بند کو بر وقت کاروائی کرکے بچا لیا جاتا تو کیا دائرہ دین اور کوٹ ادو شہر ڈوبتے کیا سناواں گرمانی اور گجرات میں یہ تباہی ہوتی؟ کیا عباس سپر بند کا ٹوٹنا محکمہ نہر کی مجرمانہ غفلت نہیں؟ پھر یہ سوال ذہن میں آتا ہے کہ تیس سال سے اس خطہ کے لوگ نہروں کی کی پختگی کا مطالبہ کرتے رہے ہیں۔ اور منتخب نمائندے ان نہروں کی پختگی کے نام پر ووٹ لیتے رہے ہیں۔ آج یہ نہریں پختہ ہوتیں تو کیا یہ تباہی ہو سکتی تھی؟ کیا ہمارے ادارے بروقت لوگوں کو آگاہ کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے؟ جب لوگ ڈوب رہے تھے تو ہمارے منتخب نمائیدے اور انتظامیہ کہاں تھی؟ کیا جب شہر خالی کرانے کے احکامات دے جاتے رہے تو شہر سے لوگوں کو منتقل کرنے کا کوئی انتظام کیا گیا؟ کیا لاکھوں لوگوں کو بتایا گیا کہ وہ شہر خالی کرکے کہاں جائیں؟ ہم بروقت کاروائی کرکے بہت کچھ بچا سکتے تھے۔ وزیر اعلیٰ کی جانب سے چند افسران کو معطل کرنے سے کیا لاکھوں لوگوں کی تباہی کا مداوا ہو سکتا ہے۔

اب جب عوام کا سب کچھ سیلاب میں بہہ گیا ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خوابوں کے وہ گھر جو عمر بھر کی کمائی سے لوگوں نے بنائے تھے کیا وہ پھر بن سکیں گے؟ ہزاروں خاندان جو ریت کے ٹیلوں پر افلاس کی زندگی گزار رہے ہیں کیا اپنے گھروں کو لوٹ سکیں گے؟۔ وہ گھر جو بہہ گیا ہے سامان بھی نہ رہا ہے کیا دوبارہ آباد ہو سکے گا؟ ان سوالوں کا کیا جواب ہے؟ ان سوالوں کا جواب ہمیں تلاش کرنا ہے لیکن اس سے پہلے ہمیں ان بے یار و مددگار بے سہارا لوگوں کی زندگیوں کو بچانے کی جدوجہد کرنی ہے۔ شاید ہمیں بطور قوم مل کر ہنگامی بنیادوں پر ان افراد کی زندگی بچانے ان تک خوراک پہنچانے ان کے لئے عارضی چھت کا انتظام کرنے کا کام کرنا ہے۔ اس تمام صورتحال میں جن لوگوں نے دن رات اپنے لوگوں کو بچانے کا کام کیا میں سلام

پیش کروں گا ان رضا کاروں کو سماجی کارکنان کو اور شہری تنظیموں اور فوجی جوانوں کو جو اس مشکل گھڑی میں اپنے بھائیوں کے ساتھ کھڑے نظر آئے۔ مجھے فخر ہے مظفرگڑھ اور جنوبی پنجاب کی سول سوسائٹی کے ان افراد پر جو آج بھی دن رات لوگوں کی مدد میں مصروف ہیں۔ کہیں خوراک پہنچانے میں اور کہیں سر چھپانے کے انتظام میں اور کہیں میڈیکل کیمپ کے ذریعے صحت کی سہولیات فراہم کرنے مصروف نظر آتے ہیں یہ وہ چند لوگ ہیں جن کو کبھی تاریخ فراموش نہیں کر سکتی۔ جنہوں نے اپنی کوششوں سے بہت سے گھروں میں زندگی کے چراغ جلائے۔ اس کے ساتھ ساتھ اقوام متحدہ کے مختلف اداروں ورلڈ فوڈ پروگرام، UNOCHA, FAO, UNFPA, WHO, یونیسف، اور ان انٹرنیشنل امدادی اداروں کو جن کے سیکڑوں لوگ امدادی سامان لیکر میرے شہر کے لوگوں کی مدد کو آئے۔ اور لوگوں کی زندگیوں کو بچانے میں اپنا کردار ادا کیا۔ گو کہ وہ امداد تباہی کے مقابلہ میں بہت کم تھی۔ لیکن ان خدمات کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ مجھے فخر اپنے شہر کے ان ڈاکٹرز اور میڈیکل کے عملہ پر جو اپنے فیملی اور بچوں کو محفوظ مقام منتقل کرکے خود میڈیکل کیمپس میں دن رات خدمات انجام دیتے رہے۔

اب کچھ بات ان سیلاب سے متاثر لوگوں کی بحالی اور واپس اپنے گھروں میں آباد کاری ہے۔ یہ عمل حکومت اور امدادی اداروں کے لئے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے۔ کوٹ ادو تحصیل کے زیادہ تر متاثرہ افراد پانچ یا دس گھروں کی صورت میں اپنی زمینوں کے نزدیک آباد تھے بہت کم آبادیاں ایسی ہیں جو گاؤں یا چک کی صورت میں آباد ہوں۔ یہی وجہ تھی یہ لوگ پہلے بھی بنیادی ضروریات سے محروم تھے۔ صاف پانی بجلی، سیوریج گیس جیسی سہولیات ہر ڈیرے تک لے کر جانا ناممکن تھا۔ اب یہ بہترین وقت ہے حکومت ان متاثرین کے جو مکمل تباہ حال ہیں۔ ان کے نئی بستیاں بسائی جائیں۔ جو مکمل منصوبہ بندی کے ساتھ آباد کی جائیں۔ جہاں مکانات کے ساتھ ساتھ ان بستیوں میں تمام بنیادی سہولیات سکول، ہسپتال بجلی، سیوریج اور صاف پانی ہو۔ اس کے ساتھ جن لوگوں کا جزوی نقصان ہوا ہے ان کی بھی مدد کی جائے۔ اس علاقے کے تمام قرضے معاف کیے جائیں۔ اور لوگوں کو زمینوں کو دوبارہ آبادکاری کے لئے قرضے دیے جائیں۔ جن افراد کے مویشی ہلاک ہوئے ہیں ان کو مویشیوں کی فراہمی کا نظام وضع کیا جائے۔ تاکہ ہمارے یہ بھائی دوبارہ اپنی زندگی شروع کر سکیں۔ اور پھر ایک بار ان کی زندگی میں خوشیاں واپس آسکیں۔

حالیہ سیلاب میں سول سوسائٹی کی کارکردگی

سال 2010 کے سیلاب نے صرف ایک صوبہ ہی نہیں بلکہ چاروں صوبوں کو متاثر کیا۔ سیلاب سے ہونے والی تباہی سے نمٹنے کیلئے ہماری حکومت کے پاس نہ ہی فوری وسائل اور نہ حکمت عملی واضح ہو سکی۔ اس صورتحال میں متاثرہ کمیونٹی کی فوری مدد کو پہنچنے والے وہی سول سوسائٹی کے ادارے تھے جو ان علاقوں میں پہلے سے خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ جنوبی پنجاب کے زیادہ متاثرہ اضلاع میں ضلع لیہ، راجن پور، ڈی جی خان وغیرہ میں ایس پی او کی پارٹنر تنظیموں اور سول سوسائٹی نیٹ ورکس نے صورتحال کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے متاثرہ لوگوں کے بچاؤ، ریلیف اور بحالی کی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ان تمام کاموں میں خصوصی طور پر ضلع مظفرگڑھ اور ڈی جی خان کی پارٹنر تنظیمیں اور سول سوسائٹی نیٹ ورکس کی خدمات قابل تحسین ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایس پی او کے دوسرے پارٹنرز بہاولپور، لودھراں اور وہاڑی کے پارٹنرز نے بھی اپنی مدد آپ کے تحت وسائل جمع کر کے متاثرہ عوام کیلئے مختلف امداد بھجوائی۔

کچھ اہم سرگرمیاں مندرجہ ذیل ہیں۔

☆ ایس پی او کے پارٹنرز UN کے مختلف کلسٹرز کا ممبر ہیں اور شیلٹر، کھانا وغیرہ مہیا کرنے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

☆ ساتھی تنظیموں نے سیلاب کے متاثرہ علاقوں میں ابتدائی معلومات جمع کرنے میں شاندار کارکردگی دکھائی۔

☆ ایس پی او نے اپنے پارٹنرز کی مدد سے 5000 سے زائد افراد کو شیلٹر، کھانا اور دوسری اشیاء فراہم کیں۔

حافظ ادریس ضیاء۔ مرکزی رہنما جمعیت علماءِ اہلحدیث

حافظ ادریس ضیاء نے کہا کہ اسلام امن کا گہوارہ ہے اور وہاڑی کے تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے علماء کرام نے ہمیشہ امن اور یکجہتی کی فضا کو فروغ دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر علماء کرام کی طرح دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد بھی متحد ہو جائیں تو معاشرے میں حقیقی امن کا قیام ممکن ہو سکے گا۔ مختلف مذاہب کے اتحاد کی مثال دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ گستاخانہ خاکوں کی اشاعت پر تمام مذاہب کے افراد نے مل کر ملک گیر احتجاج کیا جو ہمارے اتحاد کی زندہ مثال ہے۔ دہشت گردی پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے حافظ ادریس ضیاء نے کہا کہ خودکش دھماکے کرنے والے ثواب کے نہیں بلکہ گناہ کے مرتکب ہیں ان افراد کا مذہب اور انسانیت سے کوئی تعلق نہ ہے۔

کیپٹن نبیل کامران۔ مسیحی رہنما

کیپٹن ندیم کامران نے کہا کہ اقلیتوں نے قیام پاکستان سے لے کر استحکام پاکستان اور بقائے پاکستان تک اپنے مسلمان بھائیوں کا بھرپور ساتھ دیا ہے۔ امن کے قیام کے لئے تعصب کا خاتمہ بہت ضروری ہے۔ اسکے علاوہ امن کے قیام کے لئے قربانی اور نیک نیتی کے جذبے کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملک پاکستان میں امن کے قیام کے لئے اقلیت برادری اپنی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لائے گی اور مذہبی انتہا پسندی کو پس پشت ڈال کر ملک کی سالمیت اور استحکام بارے سوچے گی۔ اقلیت برادری کو سیمینار میں مدعو کرنے پر انہوں نے منتظمین کا شکریہ ادا کیا۔ اس موقعہ پر حسن رضا، مولانا رب نواز اور ڈائریکٹر کالج ملتان پروفیسر محمد حسین آزاد نے بھی امن کے حوالے سے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ امن کا قیام بے حد ضروری ہے اور اسی سے ہم ملک دشمن عناصر خصوصاً دہشت گردوں کے عزائم کو خاک میں ملا کر ان کو نشان عبرت بنا سکتے ہیں اور ملک کو امن کا گہوارہ بنانے میں اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں۔ مقررین نے SPO ملتان۔ وہاڑی سول سوسائٹی کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے وقت کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے اہم موضوع کا انتخاب کر کے سیمینار کا انعقاد کرایا۔

ہیلتھ۔ وومن پروگرام

ضلع وہاڑی کی تحصیل میلسی میں پسماندہ یونین کونسلوں کا انتخاب کیا گیا اور ان یونین کونسلوں میں پسماندہ ترین دیہی بستوں کو لیڈی سنٹرز کے لئے منتخب کیا گیا ان بستیوں میں وومن لوکل ریسورس پرسن کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔

ٹریفک کے بڑھتے ہوئے مسائل اور ان کا حل کے موضوع پر فورم

ڈسٹرکٹ سٹیئرنگ کمیٹی وہاڑی کے تعاون سے ٹاپ ہوٹل وہاڑی میں ایک پبلک فورم کا انعقاد کیا۔ جس کا عنوان وہاڑی میں ٹریفک کے بڑھتے ہوئے مسائل اور ان کا حل تھا۔ پبلک فورم کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ تلاوت قرآن پاک کی سعادت انجمن تاجران وہاڑی کے جنرل سیکرٹری راؤ خلیل احمد نے حاصل کی۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد نعت رسول مقبول ﷺ کی سعادت محمد رفیق نے حاصل کی۔ تلاوت اور نعت کے بعد انجمن تاجران وہاڑی کے جنرل سیکرٹری راؤ خلیل احمد نے سیلاب سے متاثرہ افراد کے لئے امداد کے اپیل کی اور اس ناگہانی آفت میں مرنے والوں کے لئے دعائے مغفرت کروائی۔ شاہنواز خان نے کہا کہ اپنے علاقے کے مسائل حل کرنے کے لئے جس طرح وہاڑی کی سیاسی جماعتیں متحد ہیں اگر ان جیسا جذبہ اور اتحاد و اتفاق ملکی سطح پر بھی پیدا ہو جائے تو بہت جلد تمام مسائل حل ہو جائیں گے۔ آخر میں انہوں نے کامیاب پبلک فورم منعقد کروانے پر ڈسٹرکٹ سٹیئرنگ کمیٹی (DSC) وہاڑی کو مبارکباد پیش کی۔ انسپکٹر ٹریفک پولیس محمد ریاض نے کہا کہ وہاڑی میں ٹریفک کے مسائل حل کرنے کے لئے تجویز اعلیٰ حکام تک پہنچا دی گئی ہے۔ آخر میں انہوں نے اہم مسئلے پر پبلک فورم منعقد کروانے پر SPO ملتان کا شکریہ ادا کیا۔ راؤ خلیل احمد نے پبلک فورم میں شرکت کرنے پر تمام افراد کا شکریہ ادا کیا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض ڈسٹرکٹ سٹیئرنگ کمیٹی وہاڑی کے جنرل سیکرٹری شیخ محمد عدنان نے ادا کئے۔

لیکچر (بہاولپور میں صحت کے مسائل اور ان کا حل)

بہاولپور سول سوسائٹی نیٹ ورک کے زیر اہتمام ایک لیکچر بعنوان "بہاولپور میں صحت کے مسائل اور ان کا حل" کا اہتمام کیا۔ اس لیکچر میں یوتھ گروپ، ڈاکٹرز، وکلاء، پروفیسرز، ٹیچرز، انجمن تاجران اور سماجی سیاسی نمائندگان نے شرکت کی۔ پروفیسر ڈاکٹر شہزاد احمد، مس عابدہ ہیلتھ ریسرچ، ڈاکٹر جواد خان اور ڈاکٹر منصور احمد باجوہ نے اس کاوش پر ایس پی کو سراہا اور کہا کہ یہ آج کی ضرورت ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ لوگوں معلومات فراہم کریں اور ان کو بتائیں کہ انہیں صحت کے درپیش مسائل کن وجوہات کی بنا پر ہوتے ہیں اور کس طرح قابو پایا جا سکتا ہے۔ ڈاکٹرز نے وہاں موجود ساتھیوں کے سوالات کے جوابات دیئے۔ محمد ناصر کوآرڈینیشن سیکرٹری سول سوسائٹی نیٹ ورک بہاولپور نے تمام ساتھیوں کا شکریہ ادا کیا۔

وہاڑی میں امن اور سماجی ہم آہنگی کے فروغ کی جدوجہد

ادارہ استحکام شرکتی ترقی SPO ملتان نے وہاڑی سول سوسائٹی نیٹ ورک اور مرکزی انجمن تاجران کے ساتھ مل کر ٹی ایم اے ہال وہاڑی میں "امن کے لئے متحد" کے عنوان پر ایک سیمینار کا انعقاد کیا۔ جس میں سیاسی، سماجی اور مذہبی شخصیات کے علاوہ سول سوسائٹی کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ سیمینار کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ تلاوت قرآن پاک کی سعادت حافظ حبیب الرحمن نے حاصل کی۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد نعت رسول مقبول ﷺ کی سعادت فرزانہ مصطفیٰ نے حاصل کی۔ بعد ازاں VCSN کے ڈسٹرکٹ کوآرڈینیٹر میاں جہانزیب نے ملتان سے تشریف لانے والے معزز مہمانوں، انجمن تاجران اور سول سوسائٹی کا سیمینار میں آنے پر شکریہ ادا کیا اور شرکاء کو سیمینار کے اغراض و مقاصد سے آگاہ کیا۔ اس امن کانفرنس میں چاروں مکاتب فکر کے علماء، مختلف نمائندوں، کرسچن کمیونٹی کے نمائندوں نے بھرپور شرکت کی اور امن کے لئے متحد رہنے اور اپنے کاوشوں کو جاری رکھنے کا عہد کیا۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض جنرل سیکرٹری عظمیٰ سلیم نے انجام دیئے۔ اس موقع پر تمام مکاتب فکر کے علماء نے وہاڑی کے امن کو مستحکم کرنے کے لئے حتمی پروگرام ترتیب دیا۔ پروگرام میں ممبر قومی اسمبلی تہمینہ دولتانہ، زاہد اقبال چوہدری۔ صدر یوتھ ونگ پاکستان مسلم لیگ، راجہ شاہد نذیر۔ ڈی ایس پولیس، راجہ غلام عباس۔ ڈی ایس پی صدر، کرنل رفاقت علی رانا۔ رہنما پاکستان مسلم لیگ، ارشاد حسین بھٹی۔ صدر انجمن تاجران وہاڑی، راؤ خلیل احمد۔ جنرل سیکرٹری۔ انجمن تاجران وہاڑی حافظ ادریس ضیاء۔ مرکزی رہنما جمعیت علماء اہلحدیث، کیپٹن نبیل کامران۔ مسیحی رہنما، حسن رضا رہنما تحریک جعفریہ، مولانا رب نواز بریلوی مکتب فکر، پروفیسر محمد حسین آزاد مذہبی سکالر نے شرکت کی۔ اس موقع پر مختلف مکاتب فکر کے افراد نے امن کے حوالے سے خطاب کیا۔

سیمینار بعنوان "اختیارات کی نچلی سطح تک منتقلی: بین الاقوامی تجربات اور پاکستانی تناظر"

15اپریل2010، ایس پی او لاہور اور ایکشن ایڈ کے زیر اہتمام ایک سیمینار بعنوان "اختیارات کی نچلی سطح تک منتقلی: بین الاقوامی تجربات اور پاکستانی تناظر" منعقد کیا گیا۔ سیمینار کی دو نشستوں میں مقامی حکومتی نظام اور بین الاقوامی تجربات اور مختلف سیاسی جماعتوں کا مقامی حکومتی نظام پر نکتہ نظر پیش کیا گیا۔ سیمینار کے آخر میں جاری کردہ اعلامیہ میں اس بات کا مطالبہ کیا گیا کہ بلدیاتی انتخابات فی الفور الیکشن کمیشن آف پاکستان کے زیر اہتمام منعقد کئے جائیں۔ بلدیاتی نظام کے حوالے سے قانون سازی کا عمل تیز کیا جائے اور عورتوں و اقلیتوں کی مخصوص نشستوں کی تعداد میں کمی کرنے سے گریز کیا جائے۔

سیمینار میں پروفیسر سجاد نصیر، محترمہ رخشندہ ناز، فواد اللہ چوہدری ایڈووکیٹ، امیر العظیم (جماعت اسلامی)، ایوب ملک (عوامی پارٹی)، ڈاکٹر سامعہ امجد (پاکستان مسلم لیگ-ق)، اعجاز احمد خان ایڈووکیٹ (پاکستان مسلم لیگ-ن)، میاں حارث سلیم (پاکستان تحریک انصاف) اور سلمان عابد نے بطور مقررین مختلف موضوعات پر گفتگو کی۔ جب کہ 100 سے زائد مرد و خواتین نے سیمینار میں شرکت کی۔

سالانہ جائزہ میٹنگ اور سیمینار بعنوان "محروم طبقات کی سیاست میں شمولیت اور سول سوسائٹی کا کردار"

30جون2010، ایس پی او لاہور کے زیر اہتمام ساتھی تنظیموں، لوکل ریسورس پرسنز، نیٹ ورکس اور ضلعی مانیٹرنگ کمیٹیوں کے ساتھ ایک سالانہ جائزہ میٹنگ منعقد کی گئی۔ جس میں میانوالی، خوشاب، گوجرانوالہ، لاہور اور سرگودھا سے تقریباً60 مرد و خواتین نے شرکت کی۔ میٹنگ میں پچھلے سال کی سرگرمیوں کا جائزہ لیا گیا اور پروگرام کی کامیابیوں اور کمزوریوں کے حوالے سے آگاہ کیا گیا۔ نیز اگلے سال کے ورک پلان کے متعلق بتایا گیا اور سرگرمیوں کو مزید کامیاب بنانے کے لئے لائحہ عمل ترتیب دیا گیا۔

میٹنگ کے آخر میں ایک سیمینار بعنوان "محروم طبقات کی سیاست میں شمولیت اور سول سوسائٹی کا کردار" منعقد کیا گیا جس میں جائزہ میٹنگ کے شرکاء کے علاوہ لاہور کی دیگر سول سوسائٹی تنظیموں کے علاوہ طلبا اور وکلاء نے شرکت کی۔ سیمینار کی صدارت معروف تاریخ دان اور محقق ڈاکٹر مبارک علی نے کی جبکہ دیگر مقررین میں عبدالروف (صحافی، جیو ٹیلی ویژن)، فرخ سہیل گوئندی (سیاسی کارکن، پبلشر)، امجد وڑائچ (ڈائریکٹر، نیوز ون) اور سلمان عابد شامل تھے۔ میٹنگ میں سہل کاری اور سیمینار میں نظامت کے فرائض ذیشان نوئیل، عاطف سندھو، مقدس فردوس، جمشید سلطان اور شازیہ بشیر نے ادا کئے۔

میانوالی میں صحت کی صورت حال پر تحقیق کی اشاعت اور ہیلتھ مانیٹرنگ کمیٹیوں کی تربیت

29اپریل2010 کو میانوالی میں صحت کی صورت حال پر تحقیق کی تقریب رونمائی منعقد ہوئی جس میں ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر صحت اور کوآرڈینیٹر SOHIP پراجیکٹ نے بطور مہمان خصوصی شرکت کی۔ اسی تقریب کے ساتھ ہی میانوالی کی دس یونین کونسلوں کی ہیلتھ مانیٹرنگ کمیٹیوں کی تربیت منعقد کی گئی جس میں کمیٹیوں کے ارکان کو ان کے کردار اور ذمہ داریوں سے متعلق آگاہی فراہم کی گئی نیز بنیادی مراکز صحت کی سہولتوں کو بہتر بنانے کے منصوبوں کے عمل درآمد کے متعلق رہنمائی فراہم کی گئی۔ تربیت میں32 مرد اور21 خواتین نے شرکت کی جب کہ سہل کاری کے فرائض ذیشان نوئیل اور جمشید سلطان نے ادا کئے۔

تربیت برائے صنفی ترقی

12 تا14 مئی2010، ایس پی او لاہور کے زیر اہتمام میانوالی کی لوکل ریسورس پرسنز اور خواتین گروپس کی نمائندگان کے لئے "صنف اور ترقی" کے موضوع پر ایک تربیت منعقد کی گئی۔ تربیت کا مقصد شرکاء کو صنفی تصورات، عورتوں کا ترقی میں کردار، عورتوں کے حوالے سے قوانین اور عورتوں کے مسائل پر ایڈووکیسی جیسے موضوعات سے آگاہی فراہم کرنا تھا۔ تربیت میں 31 خواتین نے شرکت کی جب کہ سہل کاری کے فرائض ذیشان نوئیل اور مقدس فردوس نے ادا کئے۔

خواتین گروپس کے منصوبوں کا اجرا

جون2010 میں ضلع میانوالی کے 10 خواتین گروپس نے سال گرانٹ سکیم کے تحت منصوبوں کا اجرا کیا۔ ان منصوبوں کا بنیادی مقصد خواتین کے لئے روزگار کے مواقع میں اضافہ کرنا ہے تاکہ خواتین کو معاشی خود مختاری مل سکے۔ ان منصوبوں میں لائیوسٹاک کے فروغ، کپڑوں اور کھانے پینے کی اشیاء کی تیاری اور مارکیٹنگ کے منصوبے شامل ہیں۔ ایس پی او لاہور کی پروگرام آفیسر مقدس فردوس نے ان منصوبوں اور عمل درآمد کی حکمت عملی کی تیاری میں لوکل ریسورس پرسنز کو معاونت فراہم کی۔

ہیلتھ اور ایجوکیشن سکیمز کا اجرا

جون میں ضلع میانوالی کی تینوں تحصیلوں کی دس دس یونین کونسلوں میں صحت اور تعلیم کے مراکز کی حالت زار بہتر بنانے کے منصوبے شروع کئے گئے۔ ان منصوبوں پر عمل درآمد کی ذمہ داری مقامی تنظیموں ہیلپ فاؤنڈیشن اور انجمن فلاح معاشرہ پر ہے۔ ان منصوبوں کے ذریعے نہ صرف صحت اور تعلیم کے مراکز کو بہتر بنانے کے لئے براہ راست مدد فراہم کی گئی بلکہ عملے کی تربیت اور مقامی آبادیوں کو ان مراکز کی سہولیات کو مزید بہتر بنانے کے لئے ایڈووکیسی کے لئے متحرک کرنا بھی شامل ہے۔ بیشتر منصوبوں کا دورانیہ 6 ماہ ہے جو دسمبر 2010 تک مکمل ہوگا۔

۱۔ ہیپاٹائٹس بی کے خاتمے اور روک تھام کے حوالے سے ایک واک کا اہتمام پشین ڈسٹرکٹ میں ہوا جس میں 100 کے قریب طلباء، اساتذہ، کمیونٹی کے نمائندوں نے شرکت کی۔

۲۔ ہیپاٹائٹس بی کے خاتمے پر ڈسٹرکٹ پشین میں ایک سیمینار کا انعقاد کیا جس میں 100 خواتین نے شرکت کی۔ اس کے علاوہ سول سوسائٹی کے نمائندوں، صحافی حضرات، اساتذہ اور EDO ہیلتھ نے اس سیمینار میں شرکت کی۔ اور خواتین نے یہ وعدہ کیا کہ وہ سیمینار میں شامل خواتین کو ہیپاٹائٹس بی سے بچاؤ کی ویکسین فراہم کریں گی۔

۳۔ اقلیتی خواتین پر تشدد کے خاتمے پر ایک سیمینار کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں مذہبی نمائندوں، کمیونٹی کی خواتین کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی۔ اس موقعے پر بشپ انور نے کہا کہ تشدد کی وجہ سے ہماری خواتین ذہنی اور جسمانی بیماریوں کا شکار ہیں اور ہمیں اس موذی مرض کو اپنے معاشروں سے نکالنا ہوگا۔

۴۔ انسانی حقوق کے موضوع پر خواتین کے ساتھ دو روزہ ورکشاپ منعقد کی گئی۔ جس میں گوال پشین کی 20 خواتین نے شرکت کی۔ خواتین نے اس طرح کی سرگرمیوں کی اہمیت کو سراہا اور مستقبل میں بھی اس طرح کی سرگرمیوں کو کروانے کی خواہش ظاہر کی۔

۵۔ ٹی بی کے خاتمے پر ایک روزہ سیمینار کا انعقاد ڈسٹرکٹ پشین میں کیا گیا۔ جس میں 200 کے قریب افراد نے شرکت کی جس میں ای ڈی او ہیلتھ اور 50 کے قریب خواتین نے شرکت کی۔

طالب علم قوم کے معمار ہیں

مورخہ 28 جون2010 کو سراوان سول سوسائٹی نیٹ ورک بولان کے زیر اہتمام اور ایس پی او کے تعاون سے ایک روزہ سیمینار "طالب علم قوم کے معمار" پر انعقاد کیا۔ اس پروگرام میں مختلف تنظیموں کے 40 لوگوں نے شرکت کی۔ دوران سیمینار مقررین نے شرکاء کو احساس دلایا گیا کہ نوجوان نسل کی خواندگی ہی روشن مستقبل کی علامت ہے۔ جس کے بل بوتے پر انسان ترقی کے منازل طے کرتا ہے۔ شرکاء نے اس بات کو محسوس کیا کہ تعلیم ہی ترقی کی بنیادی علامت ہے۔ اور قومی ترقی تعلیم ہی کی بدولت ہے۔

پینے کا صاف پانی

مورخہ 19 جون2010 اڈس ڈویلپمنٹ فاؤنڈیشن بلوچستان نے صاف پینے کے پانی کے موضوع پر ایک روزہ سیمینار کا انعقاد کیا۔ جس کا مقصد لوگوں میں صاف پینے کے پانی کا استعمال اور رسائی کے متعلق آگاہی دینا اور اس سے پیدا ہونے والے مسائل اور کو زیر بحث لانا تھا۔ اس سیمینار میں مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے 91 افراد نے شرکت کی۔ دوران سیمینار مقررین نے اس بات پر زور دیتے ہوئے کہا کہ ہمیں یہ آگاہی عام کرتے ہوئے ایک صحت مند معاشرے کی پرورش کرنا ہے۔ اور اس میں ہم سب کا ایک بنیادی کردار ہے۔

زراعت کی ترقی

شاشان ویلفیئر سوسائٹی نے زراعت کے فروغ کے متعلق ایک روزہ سیمینار کا انعقاد کیا۔ اس کا مقصد شرکاء کو آگاہی برائے جدید طریقہ زراعت اور ادویات، کھاد اور زہر وغیرہ کے منفی اثرات کے متعلق آگاہی دینا تھا۔ اس پروگرام میں زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے 48 افراد نے شرکت کی۔ جس میں اکثریت زمیندار طبقے کے لوگوں کی تھی۔ مقررین نے زمینداروں کو ہدایت دی کہ وہ زہریلی ادویات کا استعمال نہ کریں اور پانی کا مناسب استعمال کرتے ہوئے متبادل فصلوں کو ترجیح دیں جو کم پانی جذب کریں اور زیادہ فصل دیں۔

سول سوسائٹی نیٹ ورک زیارت کے زیر اہتمام ماحولیات کا عالمی دن منایا گیا

سول سوسائٹی نیٹ ورک زیارت اور جونیپر انوائرمنٹل کونسل زیارت کے زیر اہتمام ڈسٹرکٹ کونسل ہال زیارت میں مورخہ ۵ جون دن ۱۱ بجے عالمی یوم ماحولیات کے سلسلے میں ایک روزہ سیمینار منعقد ہوا۔ یہ سیمینار ایس پی او اور SEEP کے تعاون سے منعقد ہوا۔ جس میں سیپ SEEP سوسائٹی فار ایجوکیشن اینڈ انوائرمنٹل پروٹیکشن کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر ڈاکٹر محمد اعظم کاکڑ اور سیپ کے عہدیداروں نے شرکت کی۔ مہمان خصوصی ڈپٹی کمشنر زیارت محمد صدیق خان مندوخیل صاحب تھے۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض سول سوسائٹی نیٹ ورک کے سیکرٹری میر عالم افغان نے ادا کیے سیمینار تلاوت کلام پاک سے شروع ہوا۔ جس کی سعادت پروفیسر حکیم عبدالکریم کو حاصل ہوئی اور ساتھ ہی انہوں نے اسلام کے حوالے سے جنگلات اور ماحول پر روشنی ڈالی اور سیمینار کے اغراض و مقاصد بیان کیے۔ دیگر مقررین میں محمد یعقوب کاکڑ آرگنائزیشن ورچوم گل رنگزیب کاکڑ، ممبر CSN.Z حمید اللہ کاکڑ ضلعی کوآرڈینیٹر انسانی حقوق کمیشن آف پاکستان زیارت، سردار محمد قاسم خان سارنگزئی اور ڈاکٹر محمد اعظم کاکڑ صاحب اور ڈپٹی کمشنر صاحب اور ڈپٹی کمشنر زیارت تھے۔ ڈپٹی کمشنر زیارت محمد صدیق خان مندوخیل صاحب نے اپنے خطاب میں CSN.Z کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ CSN نے اس دن کو شاندار طریقے سے منایا ہے۔ ڈاکٹر محمد اعظم کاکڑ نے اپنے خطاب میں کہا سیپ بنانے ہوئے صرف چار مہینے کا ہو چکا ہے۔ زیارت کے قیمتی اور قومی ورثے کو بچانے کیلئے SEEP سول سوسائٹی نیٹ ورک اور JEC.Z کے ساتھ بھرپور تعاون کرے گا۔ اور ساتھ زیارت کے تمام سماجی تنظیموں اور کمیونٹی سے مدد درکار ہوگی۔ اور مستقبل میں زیارت میں SEEP کام شروع کرے گا۔ گل رنگزیب کاکڑ نے خطاب کرتے ہوئے کہا آیئے یہ عہد کرتے ہیں کہ جنگلات کو بچانے کیلئے اپنا بھرپور کردار ادا کریں گے۔ سردار قاسم خان سارنگزئی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جونیپر کونسل اور سول سوسائٹی عرصہ 12 سال سے جنگلات کے تحفظ کیلئے کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے زیارت کے قبائلی لوگوں کو بھی اپنے ساتھ اعتماد میں لیا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ ہم قبائلی لوگ اپنے اپنے علاقوں میں کوشش کرتے ہیں کہ جنگلات کو تحفظ دیں یہ ہمارا قومی اور علاقائی فریضہ ہے۔

''خواتین کے خلاف صنفی تشدد'' LRPs اور خواتین گروپ

18 سے 20 اگست 2010 کو SPO تربت میں خواتین گروپ اور LRPS ''خواتین کے صنفی تشدد'' پر تین روزہ تربیت کا انعقاد کیا گیا جس میں دس خواتین گروپ سے 32 شرکاء نے اپنی شرکت یقینی بنائی، مذکورہ تربیتی پروگرام میں سہلکاری کے فرائض محراب علی (پروگرام اسپشلسٹ)، ماہ رنگ کریم (پروگرام آفیسر)، ماہ جبین شیران نے سرانجام دیے۔

سوشل ویلفیئر آفس وزٹ

23 اگست کو خواتین گروپ اور LRPs یوں کو شکلات کی ایک رابطے وزٹ جیو ڈر ریسو لیس سینٹر سوشل ویلفیئر آفس تربت میں ہوا جس میں 18 خواتین شرکاء نے شرکت کی اس وزٹ میں سہل کاری کے فرائض ماہ جبین شیران (پروگرام آفیسر SPO تربت) انجام دیا۔

ایڈووکیسی ٹریننگ

14 سے 16 اگست کو ایس پی او نے ضلع کیچ اور گوادر کے پارٹنرز نیٹ ورک، کیچ جینڈر اینڈ ڈیولپمنٹ نیٹ ورک اور بلوچستان ماہیگیر نیٹ ورک کے 14 ممبران کو ایڈووکیسی کی تربیت دی گئی، مذکورہ تربیتی پروگرام جو تین روز تک جاری رہا اس میں سہلکاری کے فرائض تنویر احمد (پروگرام منیجر) اور محراب علی (پروگرام اسپشلسٹ) نے سرانجام دیے۔

ایک روزہ کلسٹر اور نیٹ ورکنگ اینڈ فارمیشن برائے گوادر کلسٹر

25 اگست کو ایک روزہ کلسٹر اور نیٹ ورکنگ اینڈ فارمیشن برائے گوادر کلسٹر کا انعقاد ہوا جس میں ضلع گوادر 10 پارٹنرز آرگنائزیشن سے 18 ممبران نے شرکت کی۔ جس میں سہلکاری کے فرائض تنویر احمد (پروگرام منیجر) اور محراب علی (پروگرام اسپشلسٹ)، ماہ رنگ کریم (پروگرام آفیسر) نے سرانجام دیے۔

مصالحتی انجمن میٹنگ

5 مئی کو ایس پی او آفس میں ایک میٹنگ ہوئی جس میں سات رکنی مصالحتی انجمن کمیٹی تشکیل دی گئی جس میں 5 مرد اور 2 خواتین ہوں گے، جو خواتین گروپ کے ساتھ مل کر ایڈووکیسی کے پروسس کو چلائے گی، اس میٹنگ میں سہل کاری کے فرائض محراب علی (پروگرام اسپشلسٹ)، ماہ جبین شیران (پروگرام آفیسر SPO تربت) انجام دیا

نوجوان۔۔۔۔۔۔معاشرے کی اساس اور مستقبل کے معمار

پاکستان کی آبادی نوجوان افراد کا تناسب بڑھ رہا ہے اور اس طرح پاکستان کی آبادی کا منظر نامہ تبدیلی کے عمل سے گزر رہا ہے، آبادی میں تبدیلی، ترقی و خوشحالی کے حصول کا پیش خیمہ بن رہی ہے آبادی میں نوجوانوں کا بڑھتا ہوا تناسب، پاکستان کی معیشت، عوام کی فلاح و بہبود اور افراد کے بہتر مستقبل کی روشن نوید بن سکتی ہے۔ یہ بات بہت اہمیت کی حامل ہے کہ ہمارے پاس نوجوانوں کی شکل میں ایک ایسی ورک فورس موجود ہے جو باہمت بھی ہے، پرعزم اور کچھ کر دکھانے کی چاہ بھی ہے محب وطن بھی اور محنت پر یقین رکھنے والی بھی۔ صرف ضرورت اس امر کی ہے کہ ان نوجوانوں کی رہنمائی کی جائے، انہیں آگاہی دی جائے، شعور کی منزلیں طے کرنے میں ان کی مدد کی جائے اور ان کو کامیابی تک پہنچنے کے راستے تک کی رہنمائی دی جائے۔

اس حوالے سے ایس پی او حیدر آباد کی جانب سے ایک اہم قدم اٹھایا گیا تا کہ نوجوانوں کو سماجی ترقی کے دھارے کا مرکزی حصہ بنایا جا سکے تا کہ وہ ایک مفید شہری، کارکن اور بطور رہنما اپنا کردار ادا کر سکیں اور پاکستانی معاشرے میں تبدیلی کی داغ بیل ڈال سکیں۔ ایس پی او حیدر آباد اور برٹش کونسل کی مشترکہ کاوشوں سے نوجوان افراد کی تربیت کے حوالے سے جدید خطوط پر استوار ٹریننگ کورس ایکٹو سیٹیزن لرننگ پروگرام (Active Citizen Learning Program) کا آغاز کیا گیا۔ ویسے تو پاکستان میں ایسے ان گنت ادارے موجود ہیں جو نوجوانوں کی فلاح و بہبود اور ان کو متحرک کرنے کا کام بہت جانفشانی سے کر رہے ہیں لیکن ان سب اداروں میں ایک نمایاں نام برٹش کونسل کا ہے جو یہ کام نہایت خوبی کے ساتھ سرانجام دے رہا ہے۔ یہ وہ ادارہ ہے جو پورے پاکستان میں نوجوان لوگوں میں اپنی تربیتی پروگرام کے ذریعے احساس ذمہ داری، حب الوطنی، اپنی شناخت کی پہچان اور اس کی اہمیت کا احساس اور بطور ذمہ دار شہری فرائض کی بجا آوری، نہایت دلچسپ اور متاثر کن انداز میں سکھاتا ہے۔ پاکستان میں قوموں میں شناخت کا سوال ہمیشہ موضوع بحث رہا ہے، ہم بحیثیت قوم ہمیشہ اس تذبذب میں رہے ہیں کہ بطور پاکستانی ہماری کیا شناخت ہونی چاہیے۔ برٹش کونسل کی اس تربیتی نشست میں نوجوانوں کے ذہن میں اٹھنے والے اس سوال کا نہایت خوبصورتی کے ساتھ جواب تلاش کرنے میں مدد دی گئی ہے، اور وہ اسطرح کہ لوگ اپنی مٹی، اپنے کلچر، مذہب، روایات، ثقافت، زبان، رہن سہن سے جڑ کر اس کو عزت دے کر نہ صرف اپنے لئے بلکہ دوسری قوموں کے بھی جداگانہ شناخت اور اہمیت کو تسلیم کریں، اور ان کا یقین اس بات پر راسخ ہو جائے کہ زندگی کا اصل حسن اس فطری رنگا رنگی میں ہے!

ایکٹو سیٹیزن لرننگ پروگرام (Active Citizen Learning Programe) اپنی نوعیت کا منفرد پروگرام ہے جو برٹش کونسل کی جانب سے دنیا کے 9 ممالک میں نہایت کامیابی سے جاری ہے اور یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ پاکستان میں برٹش کونسل کا خطے کے دیگر ممالک سے سب سے بڑا پروگرام ہے۔ ایکٹو سیٹیزن لرننگ پروگرام (Active Citizen Learning Program) کا حیدر آباد میں آغاز اس سال جنوری میں ہوا تھا جس کے پہلے فیز میں تقریباً تین سو (300) نوجوان تربیت پا چکے ہیں۔ جبکہ اس کے دوسرے فیز میں چار سو (400) افراد کی تربیت کا ہدف ہے، ان ٹریننگز کا اختتام فروری 2011 میں ہوگا۔

یہ پروگرام 5-4 روزہ ٹریننگ پر مشتمل ہے، جس میں نوجوانوں کے گروپ کو اپنی پہچان، مختلف قوموں کے درمیان ثقافتی رنگا رنگی میں اپنی انفرادی و اجتماعی شناخت کی اہمیت کا احساس اور دوسری قوموں اور نسلوں کے حوالے سے رواداری اور برداشت پر مبنی رویہ کا ادراک کروایا جاتا ہے۔ انفرادی سطح سے لیکر عالمی منظر نامہ میں بحیثیت ایک قوم کی ذمہ داریاں اور ان کے رویے لوگوں پر کس طرح اثر انداز ہوتے ہیں۔ ایک کارآمد اور ذمہ دار شہری کا سماجی رویہ اور کردار کیسا ہونا چاہئے اور رضا کارانہ بنیادوں پر سماجی خدمت کرنے کے لئے کن صلاحیتوں کو بہتر کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ سوشل ایکشن پروجیکٹ (SAP) کے ذریعے منظم انداز میں ایک ساتھ سماجی کارکنان کس طرح عملی طور پر سرگرم ہو سکتے ہیں۔ نوجوان گروپ جب ان خطوط پر تربیت پاتے ہیں تو انہیں عملی طور پر اپنے علاقے کے کسی بھی مسئلے کے حل پر مبنی ایک پروجیکٹ ڈیزائن کرنے کے لئے معاونت کی جاتی ہے، جو کہ ایکٹو سیٹیزن لرننگ پروگرام کی دوسری منزل ہے جس میں نوجوانوں کو ایک ٹیم کی شکل میں رضا کارانہ بنیادوں پر کام کرنے کی تربیت اور ترغیب دی جاتی ہے، اس کے علاوہ سوشل موبلائزیشن کے ذریعے وسائل کو اجتماعی فوائد کے لئے کس طرح حاصل کیا جا سکتا ہے اور سماجی ترقی کو خدمت، باہمی اعتماد اور مشترکہ کاوشوں سے کیسے مضبوط بنایا جا سکتا ہے۔ جب نوجوان گروپ ان دو مرحلوں سے گزر جاتے ہیں تو مختلف علاقوں اور خطوں میں کام کرنے دیگر نوجوانوں کو آپس میں اپنے تجربات ایک دوسرے کو بتانے اور ان سے مزید سیکھنے کا موقع فراہم کیا جاتا ہے، اس کے علاوہ دنیا بھر کے جن ممالک میں ایکٹو سیٹیزن لرننگ پروگرام جاری ہے، ان کو ایک دوسرے کے ممالک کے تجربات و خیالات کے تبادلے کا موقع دیا جاتا ہے اور یوں مقامی، قومی اور بین الاقوامی سطح پر سماجی تبدیلی و ترقی کے مظہر ایک ہی لڑی میں پرو دیئے جاتے ہیں۔ بلاشبہ یہ لوگوں کے لئے ایک تحیر آمیز فکری و عملی آزادی کا انوکھا تجربہ ہے!

ایس پی او حیدر آباد کی جانب سے اس پورے پروگرام میں تکنیکی معاونت فراہم کی گئی ہے جس میں حیدر آباد شہر میں اس پرگرام کے حوالے سے آگاہی، نوجوان گروپس کے انتخاب کا عمل، ٹریننگ شیڈول اور ڈیلیوری شامل ہے جس کے لئے حیدر آباد کے اسٹاف ممبرز شبنم بلوچ، شفیق، ثمرین غوری اور جمید رند اور شیراز چانڈیو کی برٹش کونسل کی جانب سے TOT کروائی گئی اور اب تربیت یافتہ ہیومن ریسورس کے ذریعے ایس پی او حیدر آباد اس پروگرام کو براہ راست عملی پیرائے میں ڈھال رہا ہے۔

ایس پی او حیدر آباد کی جانب سے شیراز چانڈیو اس پروگرام کو کورڈینیٹ کر رہے ہیں جبکہ ثمرین غوری ایکٹو سیٹیزن لرننگ پروگرام کے دوسرے مرحلے کی ٹریننگ حاصل کرنے اور سوشل ایکشن پروجیکٹ کی تکمیل کے بعد ایس پی او کے دیگر ٹرینرز کے ساتھ ان ورکشاپس کی Facilitation اور ٹریننگ ڈیلیوری میں بھی شامل ہیں۔

ٹریننگ یونٹ ایس پی او حیدر آباد کی جانب سے ایکٹو سیٹیزن لرننگ پروگرام کے حوالے سے کی جانے والے مختلف پروگرامز اور تربیتی ورکشاپس کے اہتمام و انتظام نہایت مہارت سے سرانجام دیے گئے ہیں، اس پروگرام کے حوالے سے ایس پی او حیدر آباد نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد سے رابطہ استوار اور مستحکم ہوا ہے، ساتھ ساتھ تربیت یافتہ نوجوان رضا کار افراد کا ایک نیٹ ورک گروپ بنا دیا گیا ہے تا کہ وہ سماجی ترقی کے عمل میں متحرک رہیں۔

پاکستان میں اس وقت آبادی کا سب سے بڑا حصہ نوجوانوں پر مشتمل ہے۔ اپنی تاریخ کے سب سے بڑے نوجوانوں پر مشتمل آبادی کے اس حصے کو پاکستان کا اصل اثاثہ کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔ نوجوان کا طبقہ جن کے دل جوش و جذبہ حب الوطنی سے سرشار ہے اور جن کے دماغوں میں زبردست خیالات و تصورات ہیں اور جن کی آنکھوں میں مستقبل کے تابناک خواب ہیں! نوجوانوں کی صلاحیتوں سے بھرپور استفادہ کرنے کے لئے ان میں احساس ذمہ داری، احساس ملکیت، اپنی شناخت سے لگاؤ اور دوسروں کی تہذیب و شناخت کا احترام کا جذبہ بیدار کرنا نہایت ضروری ہے، کیونکہ یہی وہ حکمت عملی ہے جس کے ذریعے معاشرے میں امن و آشتی، رواداری اور عالمگیریت کے مثبت اثرات کو پہنچایا جا سکتا ہے!

سیلاب میں ایس پی او سندھ کا کردار

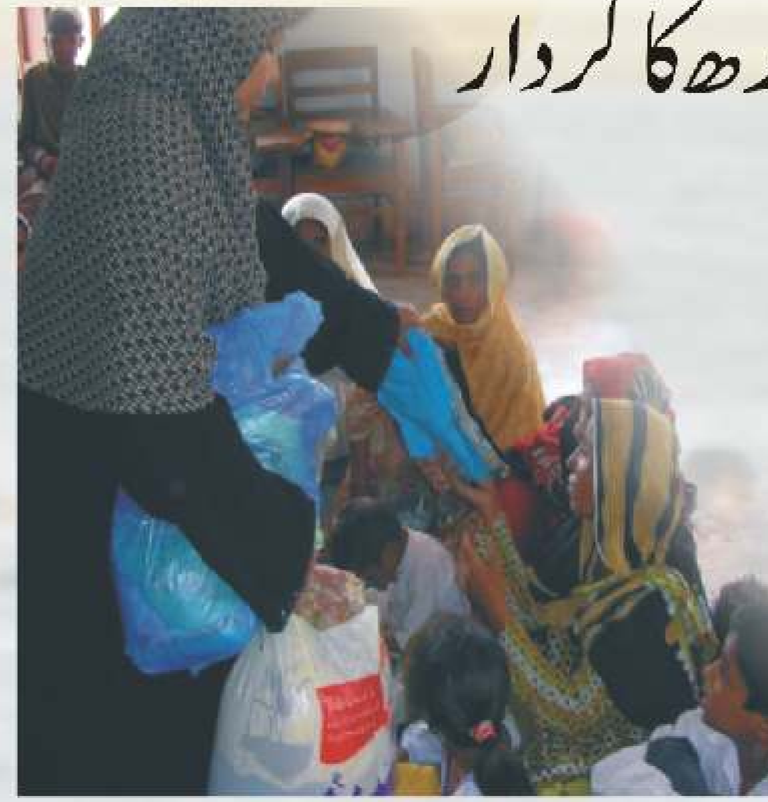

حالیہ سیلاب کی تباہ کاریوں میں ایس پی سندھ نے ریلیف کی کاروائیوں میں ان تھک اور گراں قدر خدمات انجام دیں۔ اس مشکل وقت میں ایس پی او کے، سندھ کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے سول سوسائٹی نیٹ ورکس، ساتھی تنظیموں، معاون اداروں اور رضا کاروں کی ایک بڑی تعداد نے مشکل کی اس گھڑی میں شانہ بشانہ کام کیا۔ حالیہ سیلاب کی تباہ کاریوں نے قریباً پورے سندھ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ سندھ کے چوبیس میں سے انیس (19) ڈسٹرکٹ نے سیلاب کی تباہ کاریوں کو جھیلا۔ ماہ اگست کے اوائل میں جب ملک بھر میں تباہ کن بارشوں کے نتیجے میں آنے والے سیلابی دھارے کا رخ سندھ کی جانب ہوا تو ایس پی او سندھ کی جانب سے فوری طور پر لوگوں کو متحرک کرنے کا کام شروع کر دیا گیا۔ اس حوالے سول سوسائٹی نیٹ ورکس، ساتھی تنظیمیں کے ساتھ مل کر سیلاب سے پہلے دریائے سندھ کے کنارے، بند اور پشتوں کی نگرانی کے ساتھ ساتھ مقامی آبادی کی خطرے کے علاقے سے نقل مکانی، مقامی آبادی کو متحرک اور منظم کیا گیا۔ ایمرجنسی کی اس صورتحال میں وقت کی اہمیت اور صحیح وقت پر درست فیصلوں کی اہمیت دو آتشہ ہو جاتی ہے۔ ایس پی او سندھ نے اپنی ساتھی تنظیموں کے ساتھ انسانی ضرورت کے وسائل کو متحرک کیا تاکہ نقل مکانی کرنے والی آبادی کو فوری طور پر بنیادی انسانی ضروریات فراہم کی جا سکیں۔

اس کے لئے مقامی آبادی، حکومتی مشینری اور دیگر اداروں کے تعاون سے سندھ کے مختلف علاقوں میں ریلیف کیمپ قائم کیئے گئے، گھوٹکی، شکارپور، سکھر، مٹیاری اور حیدرآباد میں قائم کیئے گئے ان ریلیف کیمپوں میں خوراک، ادویات کی سہولتیں فراہم کی گئیں اور ہزاروں لوگوں کو بنیادی انسانی ضروریات کی ہر ممکنہ سہولت فراہم کی گئی۔ ٹنڈو محمد خان اور حیدرآباد میں ایس پی کی ساتھی تنظیموں اور دیگر اداروں کے تعاون سے میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا گیا، جس میں ہزاروں افراد کو بلا معاوضہ طبی سہولتیں، مشورے اور ادویات فراہم کی گئیں۔ ابتدائی طور پر ریسورس نہ ہونے کی وجہ سے امدادی کاموں میں شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا لیکن ایس پی او اسٹاف اور رضا کاروں کی ان تھک کوششوں سے مختلف تنظیموں، اداروں اور انفرادی سطح پر لوگوں سے خوراک، ادویات، روزمرہ کے استعمال کی اشیاء اور نقد پیسوں کی شکل میں وسائل اکٹھے کیئے گئے۔ ایس پی او نے سیاسی جماعتوں کے ساتھ کام کر کے تعاون اور اعتماد کی جو ایک فضا ہموار کی ہے۔ مشکل کی اس گھڑی میں خوب کام آئی جب ایس پی او کی قائم کردہ پولیٹیکل اسٹیئرنگ کمیٹی اور سول سوسائٹی نیٹ ورکس نے مل کر وسائل کی دستیابی اور استعمال میں اپنا متحرک کردار ادا کیا، اس حوالے سے ٹنڈو محمد خان، حیدرآباد، مٹیاری اضلاع میں ریلیف کیمپ قائم کیئے گئے اور لوگوں کی بلا امتیاز امداد کی گئی۔ یہ ایک نہایت مثبت پیش رفت ہے، جس میں معاشرے کے اہم کردار اور ادارے مل جل کر ایک مقصد کے لئے کام کر رہے ہیں۔

اقوام متحدہ (UNO) کی جانب سے سندھ میں کیئے جانے والا سروے جس میں امدادی کاروائیوں کی درست سمت میں تعین اور نقصان کا تخمینہ لگایا جانا تھا۔ ایس پی سندھ کی ٹیم اور ساتھی تنظیموں کی جانب سے UNO ٹیم کو معاونت فراہم کی گئی اس کے لئے سندھ کے سات اضلاع میں سروے کیا گیا، اس حوالے کیئے جانے والے تمام اقدامات اور انتظامی کام ایس پی او کی جانب سے رضا کارانہ بنیادوں پر کیئے گئے۔

سماجی فلاحی تنظیموں کا بنیادی مقصد وسائل و ذرائع کی نشاندہی اور متحرک کر کے ان کا درست سمت میں استعمال کو یقینی بنانا ہے تاکہ عوام کی فلاح و بہبود کے لئے کئے جانے فیصلوں اور اقدامات میں شفافیت برقرار رہے۔ ایس پی او سندھ کی جانب سے ریلیف کے کاموں کے ساتھ ملکی و غیر ملکی امدادی تنظیموں اور اداروں کے رابطہ کاری کی گئی اور ان اداروں کو ان مصیبت زدہ علاقوں میں امدادی و فلاحی کام کرنے کی ترغیب دی گئی۔ اس حوالے سے ایس پی نے دور دراز علاقوں میں کام کرنے والی اپنی ساتھی تنظیموں کی بھرپور معاونت کی گئی۔ اس طرح مختلف ڈونر ادارے جن میں CIDA، CARE، UNICIEF، IOM شامل ہیں۔ ایس پی سندھ کی معاونت سے متاثرہ علاقوں میں مختلف حوالوں اور مختلف ضرورتوں کے پیش نظر پروجیکٹ منظور کیئے ہیں اور وہاں امداد اور بحالی کا کام تیزی سے جاری ہے۔ دادو، جامشورو، گھوٹکی، شکارپور اور سکھر میں ان پروجیکٹس کے زیر اہتمام ہزاروں خاندانوں کو خوراک، پینے کا صاف پانی، ادویات اور تعلیمی سہولتیں مہیا کی جا رہی ہیں۔

اگرچہ کیمپ کے ان مکینوں پر زندگی کے یہ دن کٹھن ہیں لیکن ایس پی او کی جانب سے ان کا غم بانٹنے کی پوری کوشش کی جا رہی ہے۔ اس حوالے سے سیلاب متاثرین کے لئے کیمپ میں پاک سوشل ویلفیئر اور ٹنڈو محمد خان نیٹ ورک کے تعاون سے ایک رنگا رنگ تفریحی پروگرام کا انعقاد کروایا گیا۔ کیمپ میں خواتین کے لیے ایک ووکیشنل کارنر بھی ترتیب دیا گیا تاکہ اپنے ہنر سے مثبت کام کر سکیں ساتھ ساتھ بچوں کے لئے غیر رسمی اسکول کا بھی انعقاد کیا گیا جس میں تدریس کے فرائض ایس پی او کے انٹرنس اور رضا کاروں نے انجام دیئے، بچوں کے لئے تفریح اور کھیل کا سامان بھی مہیا کیا گیا تاکہ وہ مثبت سرگرمیوں میں مصروف رہیں۔

SPO INTERVENTION IN EMERGENCIES

S.No	Province	District	Donor	Sector	Target families	Amount			Status		Project Brief
						Euros	US $	PKR			
1		D.I.KHAN	SDC	Food	3,000			1,100,000	Matured		Under this projects 3,000 flood affected families of D.I. Khan were provided food rations. The overall objective was to meet the immediate nutritional needs of the food affected community.
2		Swat	UN-OCHA (ERF)	Shelter/NFI	1,040	-	249,997	20,999,748	Matured		Under this project 1040 flood affected families from Swat were provided shelter and NFI kits. The objective was to facilitate rehabilitation of the affected communities in the project areas.
3		Nowshera	Oxfam GB	WASH	14,000			2,885,300	Matured		Under this project, 14,000 flood affected families of Charsadda were provided facilities of fresh water sources, latrines and other health and hygiene kits. The overall objective of the project was restoration of existing water resources and its storage systems. Through the project interventions. 50 water pumps were installed in the area, 50 water schemes were restored and 60 water tanks were built, besides dewatering of 2000 wells. Similarly for improving health and hygiene 80 latrines were built in the area.
4		Charsadda	Oxfam GB	Livelihood	14,000	-	-	2,363,000	Matured		Under this project 14,000 flood affected families of Charsadda were provided livelihood opportunities, which include 6500 Cash Grants, 2500 Animal Food Packages, and 4000 Cash for Work Grants. The overall objective was to revive the local economy and through provision of cash grants, cash for work grants and animal package.
5		Charsadda	HOPE 87/ECHO	WASH	4,000	400,000	-	43,200,000	Matured		Under this project 4000 flood affected families of Charsadda will be provided Water, Sanitation and Hygiene (WASH) services. The overall objective is to address the WASH needs of the flood affected community, which has arisen due to destruction of the community infrastructure and contamination of water resources. Through this project, 4000 families are to be provided Health and Hygiene Kits, besides installation of 210 Latrines and 5 Water Pumps.
6		DI Khan	SDC	Livelihood	1,500			6,500,000	Matured		Under this project 3,000 families of D.I. Khan, associated with agriculture, were provided seed and other agriculture inputs. The main objective was to revive local agro-economy and ensure food security in the project area.
7		Malakand	ADC/HOPE 87	WASH	4,250	400,000		46,000,000	Matured		
8	Balochistan	Naseerabad	CWS	Food	4,200	-	-	7,686,340	7,686,340		Under this projects 4,200 flood affected families of Naseerabad were provided monthly food rations, twice. The overall objective was to meet the immediate nutritional needs of the food affected community
9		Naseerbad	UN-OCHA (ERF)	WASH	2,000	-	93,404	7,845,936	7,845,936	15,532,276	Under this project 2,000 flood affected families of Naseerabad were provided facilities of fresh water sources, latrines and other health and hygiene kits. The overall objective was to address the Water, Sanitation and Hygiene (WASH) issues caused due to devastation of existing water resource and hygiene facilities. Through this project, 43 water resources were restored. and 200 families were provided health and hygiene kits and jerry can for storing fresh water.
10		Ghotki, Dadu	Care International	Food/Shelter NFI	4,600	-	-	59,910,460	Matured		Under this project the food and bedding needs of 4600 families from districts Dadu and Ghotki were to be addressed. The overall objective was to address the immediate nutritional and bedding needs of 4,600 families wherein 2,300 families are to be provided food rations and 2,300 families are to be provided bedding kits.
11		Thatta	CIDA	WASH	4,400	-	-	3,850,250	Matured		Under this project 4,400 flood affected families of district DG Khan and Thatta were provided facilities of fresh water sources, jerry cans for fresh water storing and cash for work opportunity to 850 families from the project area. The overall objective was to address the Water, Sanitation and Hygiene (WASH) issues caused by devastation of existing water resource and hygiene facilities and revive local economy through provision of livelihood opportunities to the flood affected families.
12		Kashmore & Jacobabad	OXFAM NOVIB	WASH/livelihood	21,170		46,842,000	-	Pipeline		Under this project, 21,170 flood affected families of district Jacoababad and Kashmore will be provided facilities of fresh water sources, latrines and other health and hygeine kits. Simlarly,revival of local economy through provision of 1000 cash grants and 1000 cash for work grants to the flood affected community in the project area. The overall objective is to address the WASH needs of the community which has arisen due to devastation of existing water resources and other hygeine services. Similary, due to flooding in the area, the issue of economic actviity in the project area had been halted, so in order to review it 1000 cash for work and 1000 cash grants distribution has been planned under this intervention.
13		Province Sindh: District Sukkur District Shahdadkot District Kashmore District Shikarpur	Care International	Health/Shelter	1,100	-		28,577,748	Matured		Under this project, Shelter, NFI and Hygiene needs of 1100 families (550 from Rajanpur and 550 from Shahdadkot) would be addressed. In addition, healthcare needs of 55,000 families of district Rajanpur, Muzaffargarh in Punjab and district Sukkur, Shahdadkot, Kashmore and Shikarpur in Sindh were addressed. The overall objective of the project is to address the shelter, NFI needs of 1100 most vulnerable families of the project area through provision of Shelter, NFI and Hygiene Kits. Due to flooding in the project area, there is possibility of spread of various water borne diseases. Thus through mobile medical camp 55,000 families would be provided medical care to combat spread of water bome diseases in the project area.
14		Muzaffargarh	RAPID	Shelter	3,500	-	-	17,203,733	Matured		Under this project shelter needs of 3500 families were addressed wherein the flood affected families in Muzaffargarh are being provided complete shelter kits.
15		Mianwali, Layyah	UN-OCHA (ERF)	Food	4,600	-	250,000	21,000,000	Matured		Under this projects 4,600 flood affected families of the area were provided monthly food rations. The overall objective was to meet the immediate nutritional needs of the food affected community and provide them food ration for one months.
16		Muzaffargarh (Kot Adu)	Care International	Livelihood	1,900			7,914,373	Matured		Under this project 1900 flood affected families of Muzaffargarh will be provided economic opportunities, which include 900 cash grants and 1000 cash for work grants. The overall objective is to review local economy.
	Total				99,765	1,199,540	3,945,567	1,184,860,143		309,464,886	

ووٹر ایجوکیشن

مردان کلسٹر کی تنظیم تحفظ قانون نے ووٹر ایجوکیشن برائے اقلیت پر ایک سیمینار منعقد کیا جس میں ووٹ کی اہمیت پر مندرجہ ذیل بحث ہوئی۔ مہذب اور جمہوری معاشروں میں سیاسی عمل اچھی حکمرانی کی بنیاد پر بنتا ہے۔ اسی سیاسی عمل کے ذریعے سیاسی جماعتوں میں جمہوری اقدار کو فروغ ملتا ہے۔ تو دوسری جانب منتخب نمائندے عوام دوست پالیسیاں بنانے کی طرف توجہ دیتے ہیں۔ اصل میں انتخابات سیاسی عمل کا اہم جز ہیں۔ انتخابات کے ذریعے سیاستدانوں اور ارباب اقتدار کا محاسبہ بھی ممکن ہوتا ہے۔ اگر عوام اپنے ووٹ کا استعمال پوری دیانتداری اور بغیر کسی لالچ یا دباؤ کے کریں تو عوامی نمائندے یا اسمبلیوں کے امیدوار اپنا قبلہ درست رکھیں گے۔ انہیں اس بات کا علم ہوگا کہ عوام اپنے ووٹ کے ذریعے ان کی کارکردگی پر فیصلہ صادر کریں گے۔ اگر کارکردگی ٹھیک ہوگی تو آئندہ بھی عوام انہیں منتخب کریں گے۔

ووٹ کسی کاغذ کی پرچی کا نام نہیں بلکہ یہ اس بات کا فیصلہ ہے کہ کون سا امیدوار عوام کی خواہشات کے مطابق ان کی نمائندگی کرے گا۔ اگر یہ کہا جائے کہ ووٹ ضمیر کی آواز ہے تو غلط نہ ہوگا۔ جو ایماندار، سچا اور عوام کا ہمدرد ہو، غریبوں کا درد رکھنے والا ہو، ووٹ اسی کو دیا جائے۔ آپ کا کوئی بھی غلط فیصلہ دوسروں کے لئے نقصان دہ ثابت ہوسکتا ہے۔ ممکن ہے آپ یہ سوچیں کہ ووٹ کا استعمال ہی نہ کیا جائے تو یہ بھی غلط ہوگا، ہوسکتا ہے آپکا ایک ووٹ کم ہونے سے کسی نااہل شخص کو موقع مل جائے اور وہ عوامی امنگوں کا خون کردے اور وہ غلط پالیسیاں بنانے میں شریک ہوجائے۔ پاکستان کا ہر بالغ اور صحیح الدماغ شہری جس کی عمر 18 سال ہو حق رائے دہی رکھتا ہے۔ پاکستان کے آئین اور انسانی حقوق کا عالمی منشور ہر شہری کو حق رائے دہی کا آزادانہ حق دیتا ہے۔ مگر بدقسمتی سے بعض پیچیدگیوں اور ناگزیر وجوہات کی بناء پر اقلیتی عوام اپنا حق رائے دہی استعمال کرنے سے کتراتے ہیں۔ بلکہ تجربے سے یہ بات بھی سامنے آئی ہے، کہ عام آدمی بھی ووٹر لسٹ میں نام درج کروانے سے کتراتا ہے۔ خواتین کے ووٹوں کے اندراج کی صورت حال اور بھی خراب ہے۔ تعلیم کی کمی، ووٹ کی افادیت سے ناواقفیت، سیاسی پارٹیوں یا امیدواروں کے رویے اور علاقائی رسم و رواج بھی رکاوٹ بنتے ہیں۔ یہ تمام چیزیں سیاسی عمل کو کمزور کرتی ہیں۔ بہترین جمہوری اقدار کے فروغ اور اچھی حکمرانی کے قیام کے لئے سیاسی عمل کو جاری رہنا چاہیے، عوام کی بھرپور شرکت سے ہی ریاست مضبوط ہوتی ہے۔ اقلیتی برادری بھی اسی عوام کا حصہ ہے اور پاکستان کے مفید شہری ہیں انہیں پاکستان کے سیاسی عمل میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے اور اپنے حق رائے دہی کو آئینی حق سمجھتے ہوئے ضرور استعمال کرنا چاہیے تاکہ جمہوری نظام مستحکم ہو۔ ووٹ کی اہمیت کو سمجھنا آج کے دور میں ضروری ہوگیا ہے، ووٹ سے ہی ہم اپنے ملک کی تقدیر کا فیصلہ کرتے ہیں کیونکہ جمہوریت کے لئے پہلا قدم الیکشن اور الیکشن کے لئے ووٹ ہے۔ اگر ہم مناسب شخص کو ووٹ دیتے ہیں تو یہ اور بھی اچھی بات ہے۔ ہمارے ملک میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جو ووٹ کا استعمال نہیں جانتے اور خواتین کا ووٹ استعمال کرنا بالکل غلط سمجھا جاتا ہے۔ خواتین کو اپنے ووٹ کا استعمال کرنا چاہیے، کیونکہ لوگ تو ووٹ بیچتے اور خریدتے ہیں یہ فعل نہایت ہی گھناؤنا ہے، اس سے غلط لوگ ہمارے لیڈر بن جاتے ہیں، اور ملک و قوم کو نقصان کرتے ہیں۔ ہمیں اپنے ملک کو بچانے کے لئے ان باتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ ووٹر ایجوکیشن کے حوالے سے گلشن کمار نے کہا کہ پاکستان میں ووٹر ایجوکیشن کی اشد ضرورت ہے۔ کئی ممالک میں ان اہم موضوعات کو اجاگر کرنے کے لئے چھوٹی عمر کے بچوں کو سکول میں ہی اس کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اور یہاں تک کہ Mock Polling بھی کرواتے ہیں۔

چلی میں باقاعدہ سے اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ اور بچوں کے لئے Mock Polling کا انتظام بھی کروایا جاتا ہے اور وہ اس عمل کو انتہائی کامیاب تصور کرتے ہیں اور دیگر ممالک نے بھی اس کو سراہا ہے۔ اقلیتوں کے لئے پاکستان میں ووٹ کا طریقہ کار کئی عرصے سے بدل گیا ہے۔ اور اقلیتی امیدوار سیاسی پارٹی کے توسط سے چنے جاتے ہیں، اور آجکل جو شخص الیکشن میں حصہ لینا چاہتا ہے، وہ ووٹرز سے رابطے نہیں کرتے بلکہ سیاسی لوگ سیاسی پارٹیوں کو متاثر کرنے کے لئے ان کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے اقلیتی برادری اور ان کے امیدواروں اور نمائندوں میں رابطے کا بڑا فقدان ہے جس سے اقلیتی برادری اس طریقہ کار کو پسند نہیں کرتی۔ ہماری آج کی تقریب کا موضوع ووٹر ایجوکیشن ہے۔ لیکن پاکستان میں بہت سے لوگ اپنا ووٹ رجسٹرڈ ہی نہیں کرواتے اور نہ ہی رجسٹرڈ ووٹرز اپنے ووٹ کا استعمال کرتے ہیں، کئی ترقی یافتہ ممالک نے ووٹ رجسٹریشن کو لازمی قرار دیا ہے۔ گلشن کمار نے تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مجھے اپنے ایک سوال کا جواب چاہیے، وہ یہ کہ کیا ہم ایماندار و قابل امیدوار کی پہچان کرسکتے ہیں۔

ہمارے ہاں پر تقریباً سب ہی بدعنوان امیدوار ہوتے ہیں، اور ہمارے پاس سب سے کم بدعنوان امیدوار کو منتخب کرنے کے بعد کوئی چارہ نہیں ہوتا، ہم اپنے ووٹ سے بڑی بدعنوانی کو روک تو سکتے ہیں، لیکن جو ہم کم بدعنوان منتخب کرتے ہیں وہ آگے جا کر بڑا بدعنوان بن جاتا ہے۔ ہمارے لئے اتنی ہی ووٹ کی اہمیت اور اس کے استعمال کی صحیح ضرورت ہے۔ سیاسی پارٹیوں کو بھی گراس روٹ لیول سے ایماندار اور پڑھے لکھے لوگوں کو ٹکٹ دینے چاہیئں آج کل کسی بھی ادارے میں چھوٹی ملازمت حاصل کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی تعلیمی قابلیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن اسمبلی میں پہنچنے اور الیکشن لڑنے کے لئے اب کسی بھی قابلیت کی ضرورت نہیں ہے۔ جس سے زیادہ تر ان پڑھ لوگ منتخب ہو کر عوامی ایوانوں میں عوام کے لئے قانون سازی کرتے ہیں۔ ووٹ قوم کی امانت ہے۔ ہر شہری کے لئے ضروری ہے کہ بوقت ضرورت وہ اس قومی امانت کا درست استعمال کرے، کبھی کبھار دیکھنے میں آ رہا ہے کچھ لوگ اپنے ووٹ کا غلط استعمال کرتے ہیں۔ جس سے وقتی طور پر ان کو ذاتی فائدہ تو مل جاتا ہے لیکن اس ایک ووٹ کے غلط استعمال سے ان غلط لوگوں کو پناہ ہوتی ہے۔ جو قوم کی تباہی اور بربادی کا سبب بنتے ہیں اس لئے ضروری ہے، کہ ہم اپنے ووٹ کا استعمال سوچ سمجھ کر کریں، تاکہ قوم کے لئے اچھے لوگوں کو چنا جا سکے۔ اور ہمارا ملک پاکستان ترقی کی راہ پر گامزن ہو۔

نیٹ ورکنگ میٹنگ خواتین پارلیمنٹرین

نیٹ ورکنگ اجلاس خواتین پارلیمنٹرین (خیبر پختونخواہ) کا خیبر پختونخواہ میں عورتوں کے مسائل کو اجاگر کرنے کے لئے اور ان کے حل کے لئے خواتین ارکان اسمبلی کا کردار بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے SPO پشاور نے خواتین ارکان اسمبلی کے ساتھ ایک دن کی نشست کا اہتمام پرل کانٹیننٹل ہوٹل پشاور میں کیا۔ اجلاس کا مقصد خواتین ارکان اسمبلی کے ساتھ رابطوں کو بڑھانا تھا تاکہ اعلیٰ سطح پر عورتوں کی ترقی کے لئے اقدام اٹھائے جاسکیں۔ ارشد ہارون ریجنل ہیڈ پشاور نے اجلاس کے اغراض و مقاصد بیان کیے اور خواتین ارکان اسمبلی کے کردار پر بحث کی جو وہ عورتوں کے حقوق حاصل کرنے کے لئے کرسکتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ SPO ارکان اسمبلی کو موقع دے رہی ہے کہ وہ سر جوڑ کر بیٹھیں اور عورتوں کو ان کے حقوق دلانے میں اپنا کردار ادا کریں۔ مسز ستارہ آیاز وزیر برائے ترقی نسواں و سماجی بہبود نے SPO کی کاوشوں کو سراہا، تاہم انہوں نے افسوس کا اظہار کیا کہ وہ گزشتہ کئی سال سے عورتوں کے حقوق کے حوالے سے کوئی قابل ذکر قدم نہیں اٹھا سکیں۔ کیوں کہ ان کی پارٹی ANP دہشت گردی کے خلاف جنگ اور IDPs کے ایشوز میں الجھی ہوئی تھی۔ انہوں نے کہا کہ خواتین ارکان اسمبلی کو قانون سازی سے متعلق امور اور بل کی ڈرافٹنگ اور اس کو پیش کرنے کے بارے میں ٹریننگ کی ضرورت ہے۔ مس نسرین خٹک سابقہ MPA نے پارٹیوں کے اندر عورتوں کی نشستوں میں اضافے کی ضرورت پر زور دیا۔ PML(N) اور MMA کی ارکان اسمبلی نے شکوہ کیا کہ قانون سازی کے معاملے میں حکومت ان کو دور رکھتی ہے۔ اور کسی معاملے میں ان سے مشاورت نہیں کی جاتی۔ ANP کی ممبران اسمبلی نے حکومت کی کاوشوں کا ذکر کیا۔ کہ جہیز کی لعنت، بچوں کی مشقت، عورتوں کے روزگار اور عورتوں کی خرید و فروخت کے متعلق بل یا تو اسمبلی میں پیش کردیے گئے ہیں یا آخری مراحل میں ہیں۔ ارکان اسمبلی اس بات پر متفق پائی گئی کہ ایک ارکان اسمبلی کا ایک الگ فورم تشکیل دیا جائے جہاں وہ عورتوں کے حقوق اور ان کے مسائل کے حوالے سے ایک آواز ہوں اس کے علاوہ تمام سیاسی جماعتیں اپنے منشور میں عورتوں کے لئے کوٹہ مختص کریں اور جماعتی قائدین کو صنفی لحاظ سے حساس ہونا چاہیے۔

خواتین میں تشدد کے خلاف کمی کے حوالے سے سیمینار

ضلع چارسدہ یونین کونسل شوڈاگ میں عورتوں میں تشدد کے خلاف کمی کے حوالے سے سیمینار منعقد کرائے گئے جس میں تقریباً 300 مرد و خواتین نے شرکت کی۔ سیمینار کے مقاصد مندرجہ ذیل تھے:

1. عورتوں کے خلاف تشدد میں کمی
2. عورتوں میں 1973 کے آئین اور CEDAW کے حوالے سے شعور پیدا ہونا
3. عورتوں میں تعلیم اور صحت کے حوالے سے حقوق کی بیداری۔

اس حوالے سے پانچ سیمینار مرد Activists جبکہ پانچ خواتین LRPs نے کروائے۔ ان ورکشاپس میں مختلف مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے افراد نے شرکت کی۔ ان سیمینارز میں خواتین کے حقوق کے حوالے سے بحث کی گئی نیز عورتوں میں تعلیم اور صحت کے حوالے سے متعلق حقوق کے حوالے سے بھی سیر حاصل گفتگو کی گئی۔ علماء کرام، اساتذہ کرام، فعال کارکنان اور شعراء کو بطور سپیکر بلایا گیا۔ مقامی لوگوں نے سیمینارز کو بہت سراہا اور کہا کہ آج تک ہم یہ سنتے آرہے ہیں کہ خواتین کو اسلام نے حقوق دیے ہیں مگر ہمیں یہ پتہ نہیں تھا کہ وہ حقوق ہیں کیا؟ مگر ان سیمینارز کی وجہ سے ہمیں ان تمام حقوق سے آگاہی ہوئی ہے۔ تشدد کے حوالے سے بات کرتے ہوئے خواتین نے بتایا کہ ہمارے ہاں چھوٹی چھوٹی باتوں پر بندوقیں اٹھ جاتی ہیں اور بات قتل و غارت گری تک پہنچ جاتی ہے۔

ملاکنڈ امن کانفرس

9 جون 2010 کو ملاکنڈ میں امن جرگہ بلایا گیا جس میں مختلف مکتبہ فکر کے لوگوں نے شرکت کی۔ جرگے کے چیدہ چیدہ نکات کی تفصیل درج ذیل:

تعارفی سیشن:

سٹیرنگ کمیٹی کے چیئرپرسن سمیع اللہ نے ملاکنڈ میں اس کے قیام اور پروگرام پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اس کے بعد امن کانفرس کی اہمیت اور دہشت گردی کے حوالے سے تفصیل سے بات کی۔ روخانہ سہاون نیٹ ورک کے کوآرڈینیٹر اقبال شاکر نے اپنے نیٹ ورک کے قیام اور ایس پی او کی معاونت اور اس ضلع میں نیٹ ورک کی خدمات پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

پولیٹیکل سٹیرنگ کمیٹی اور روخانہ سہاون نیٹ ورک نے مل کر ضلع ملاکنڈ میں امن کے حوالے سے اپنی دوڑ تیز کر دی۔ اس وقت کے حالات اور ضروریات کو مدنظر رکھ کر اس پروگرام کا انعقاد دور موڑ شخیلہ ملاکنڈ میں ایس پی او کے تعاون سے کیا۔ ایس پی او کے پروگرام مینیجمنٹ اعجاز درانی نے ایس پی او پروگرام عوام کے سامنے پیش کیا اور ملک میں دہشت گردی کی صورت حال کا جائزہ بھی سامنے رکھا۔ عوامی لیڈروں کے گفتگو کے اہم نکات درج ذیل ہیں۔

امن جرگہ میں عوامی لیڈروں نے کہا کہ یہاں ملاکنڈ میں کرفیو زیادہ لگا ہے۔ سول حکومت نے عوام کے لیے ابھی تک کوئی ایکشن نہیں لیا ہے اور یہ حکومت کی ناکامی ہے کہ عوام کو ریلیف نہیں ملا۔ IDPs اور آرمی نے ملاکنڈ روڈ کو استعمال کیا ہے۔ ملاکنڈ میں سارے محکمے دیوالیہ ہونے کی طرف جا رہے ہیں، زراعت، واپڈا، تعلیمی ادارے وغیرہ۔ ابھی تک عوام کو بھی کوئی ریلیف نہیں ملا۔ انہوں نے سماجی اور اقتصادی طور پر ملاکنڈ کو تباہ کر دیا ہے۔

ہم سب کو چاہیے کہ دہشت گردوں کو حکومت کے حوالے کریں۔ اور امن لانے کی لیے حکومت کے ساتھ معاونت کریں۔ آرمی نے امن کے لیے کوششیں کیں اور امن بحال کیا۔ اب آرمی کو چاہیے کہ سول حکومت کو سب کچھ حوالے کریں۔ یہ جنگ ہماری نہیں ہے بلکہ ہمارے اوپر مسلط کی گئی ہے۔ اصل میں جنگ بین الاقوامی سطح پر بڑے ممالک کے درمیان ہے۔ ہم غریب ممالک درمیان میں تباہ ہو رہے ہیں۔ اس وقت آرمی نے روڈ پر بہت رکاوٹیں کھڑی کر دی ہیں۔ سڑکوں کو قابل استعمال بنایا جائے یا عوام کے لئے متبادل راستوں کا انتظام کیا جائے۔

معاشی طور پر ملاکنڈ ڈویژن Stonge age میں چلا گیا ہے۔ اس کے لیے بغیر سود کے قرضے ہونے چاہیے، تاکہ کاروبار فعال بنائے جا سکیں۔ ملاکنڈ میں Riscue type کے Security operation کا قیام ضروری ہے، تاکہ بروقت کام کر سکے۔ ملاکنڈ میں لئے ملازمین بھرتی ہونے چاہیے۔ تاکہ جدید اسلحے اور ٹیکنالوجی سے لیس ہوں، تاکہ قیام امن کے لئے کام کر سکیں اور ہر طرح کی صورتحال سے نمٹنے کے لئے بروقت تیار ہوں۔ اس کے علاوہ ملاکنڈ میں کیڈٹ کالج تعمیر کیا جائے اور لوگوں کے لئے روزگار کے متبادل راستے تلاش کیے جائیں۔ تاحال حکومت نے عوام کے لئے بنیادی سہولیات بھی فراہم نہیں کی ہیں۔

آج کل کے حالات میں عوام امن کے حوالے سے بات بھی نہیں کر سکتے غریب کو انصاف نہیں مل رہا ہے۔ ہم حکومت سے اپیل کرتے ہیں کہ ان چیک پوسٹوں کو دوبارہ استعمال میں لے آئیں جن کو خالی کیا گیا ہے۔ انہوں نے یہ بھی مطالبہ کیا کہ طالبعلموں کی فیسیں معاف کر دی جائیں۔ آرمی چیکنگ کے لیے کوئی لائحہ عمل تیار کیا جائے۔ حکومت کو چاہیے کہ آئین کے دیے ہوئے اصولوں پر چلے اور ہر شہری کی بنیادی حقوق کی حفاظت کی جائے۔

حکومت کو چاہیے کہ مستقبل کے لئے Strategy بنائے کیونکہ دوبارہ بھی اس قسم کے حالات سے واسطہ پڑ سکتا ہے۔ ابھی حکومت کے پاس امن پسند لوگ Under observation ہیں ان کے لئے جلد رہائی کا بندوبست ہونا چاہیے۔ ملاکنڈ کے عوام قیامت جیسے حالات سے دوچار ہوئے ابھی تک لوگ حکومت کے طرف دیکھ رہے ہیں۔ بے یار و مددگار اور تکلیف کے مارے ہوئے لوگوں کے دلوں میں کیا کچھ نہ گزرا ہوگا۔ حکومت خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے۔ حکومت نے ریلیف فنڈ سے مہنگی ترین گاڑیاں خرید لی ہیں۔ کیا یہ ملاکنڈ کے عوام کے ساتھ ناانصافی نہیں؟ ملاکنڈ کے عوام Compensation چاہتے ہیں۔

جب تک انصاف نہ ہو عدل نہ ہو، امن تو درکنار امن کا نام لینا بھی مشکل ہے۔ طاقت کا سرچشمہ DCO اور سول سوسائٹی کو بنایا جائے، غیر سرکاری ادارے مظبوط کئے جائیں اور ملاکنڈ میں امن و امان لایا جائے۔ اکابرین جرگہ نے مطالبہ کیا کہ حکومت کو چاہیے کہ ملاکنڈ کے عوام کو باہر ممالک میں روزگار دیں۔ پاکستان میں لیڈرشپ کی کمی ہے ایسی لیڈرشپ ہو کہ جو صحیح معنوں میں ملک کی خدمت کرے۔

کرپشن نے ملک کو بدحال بنا دیا آج کے دور میں عدلیہ نے اپنا امیج اچھا بنایا ہوا ہے اور اچھے انداز میں کام کر رہے ہیں۔ ملاکنڈ میں انسانی حقوق کی حالت تسلی بخش نہیں ہے۔ سیاسی پارٹیوں نے بھی آئی ڈی پیز کو تقسیم کیا ہے ہر کوئی اپنے اپنے ورکرز کو سپورٹ کر رہا ہے۔ ملاکنڈ ٹریڈ مارکیٹ کی بھی تباہی ہوئی ہے۔ ان لوگوں کو دگنا معاوضہ دیا جائے اس مشکل گھڑی میں ہم سب موت کے خطرے تھے اور اپنا گھر بار تک چھوڑا اور حکومت کا بھی ساتھ دیا۔ گزشتہ کئی عشروں سے پاکستان میں دہشت گرد منڈلا رہے تھے اور ملاکنڈ بھی اس کی نظر ہو گیا۔

ڈی سی او ملاکنڈ

ڈی سی او ملاکنڈ نے کہا کہ امن کا تعلق براہ راست انسانی حقوق سے ہے۔ اگر انسانی حقوق کی پامالی نہیں ہو رہی ہے تو ہر جگہ امن کا چرچا اور بول بالا ہوگا۔ اس وقت تک حکومت پرانے نظام والی بیکورکریسی سسٹم پر چل رہی ہے۔ ڈی سی او نے مزید کہا کہ ابھی جو نئی بھرتی ہوئی ہے وہ حالات کے عین مطابق ہے۔ دو دفعہ پختونخواہ صوبے سے وزیر خزانہ ملاکنڈ سے نامزد ہوا ہے، اور ملاکنڈ ترقی کے حوالے سے بہت پیچھے ہے یہ ملاکنڈ کی بدقسمتی ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ معاملات کے حوالے سے حوصلہ اور برداشت کی اشد ضرورت ہے۔

کمیونٹی کا آئندہ کے لئے لائحہ عمل

ملاکنڈ میں اس وقت ایک کمیٹی کی اشد ضرورت ہے تاکہ ملاکنڈ کے عوام کی نمائندگی ہو سکے اور یہ آواز اسمبلی تک پہنچا سکے۔ سابقہ MPA، MNA اور دوسرے مشران اس کے ممبر ہونگے کمیٹی کی نام درج ذیل ہیں

- ☆ جماعت اسلامی سابقہ ایم این اے بختیار معانی
- ☆ جماعت اسلامی سابقہ وزیر خزانہ شاراز خان
- ☆ مسلم لیگ (ق) سابقہ ایم این اے حاجی محمد خان
- ☆ پاکستان پیپلز پارٹی (ش) سابقہ ایم پی اے فنی محمد
- ☆ پاکستان پیپلز پارٹی پارلیمنٹیرین جنرل سیکرٹری ضلع ملاکنڈ عبدالکبیر خان
- ☆ تحریک انصاف سے صدر ضلع ملاکنڈ نیک محمد
- ☆ عوامی نیشنل پارٹی صدر ضلع ملاکنڈ شعیب خان
- ☆ پاکستان مسلم لیگ (ن) ایصال خان
- ☆ سٹیرنگ کمیٹی کے چیئرپرسن سمیع اللہ
- ☆ روخانہ سہاون نیٹ ورک کے کوآرڈینیٹر اقبال شاکر
- ☆ یہ کمیٹی وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم کے ساتھ ملاکنڈ کے مسائل اٹھائیں گے۔ اور اس کے حل کے لئے لائحہ عمل بنائینگے۔
- ☆ ڈی سی او ملاکنڈ جاوید مروت معاونت کریگا۔

پروگرام کا اعلامیہ اور قرارداد

۱) سیاسی پارٹیوں کے اندر اور بالخصوص اور ملک میں بالعموم جمہوری اقدار کی مضبوطی کے لیے عملی اقدامات کریں۔

۲) پاکستان میں ریاستی اداروں کو مستحکم کیا جائے اور انسانی حقوق کو تحفظ یقینی بنایا جائے۔

۳) پاکستان کی پالیسی سازی میں ہر قسم کی خارجہ سامراجی مداخلت بند کی جائے، اور عوام دوست پالیسی بنائے جائے۔

۴) تمام ریاستی اداروں میں شفافیت کو یقینی بنا کر تقرری اور تبادلوں میں سیاسی مداخلت اور بے جا اقربا پروری روک دی جائے۔

۵) ریاست کی تمام ستونوں کے آپس میں باہم رابطہ کاری کو فروغ دیا جائے، اور پارلیمنٹ کی بالادستی تسلیم کی جائے۔

۶) ایسے معاشرے کا قیام ضروری ہے جس میں باہم احترام اور تمام نسلی قومیتوں کو برابری کے حقوق حاصل ہوں۔

۷) یہ فورم ہر قسم کی دہشت گردی، انتہاپسندی اور لاقانونیت کی مذمت کرتا ہے۔ اور اس کی روک تھام کے لیے ریاست اور سیاسی رہنماؤں کی موثر منصوبہ بندی ہونی چاہیے۔

۸) پاکستان کو غیر اقوامی ریاست بنانے کے لیے آئین میں ترمیم کیا جائے۔

۹) عوام کے بقائے حق کو تسلیم کیا جائے۔ اور ان کو اظہار رائے کا بھرپور حق دیا جائے۔

۱۰) صوبائی اور مرکزی سطح پر معلومات تک رسائی کیلئے قانون سازی کی جائے۔

۱۱) ملاکنڈ ایجنسی کے عوام کی بحالی اور تعمیر نو کے کام میں جلد از جلد پیش رفت کی جائے۔ اور تعمیر نو میں عوام کی شراکت ضروری ہے۔

۱۲) دہشت گردی اور آرمی آپریشن سے متاثر ہونے والے تمام افراد کے نقصانات کا جائزہ لیکر ازالہ کیا جائے۔

۱۳) تمام یوٹیلیٹی بلز معاف کیئے جائیں۔

۱۴) ملاکنڈ ڈویژن میں آرمی آپریشن کو محدود کر کے مقررہ وقت میں ختم کیا جائے اور اس میں معصوم لوگوں کے نقصانات کا تدارک کیا جائے۔

۱۵) یہ فورم پر زور مطالبہ کرتا ہے کہ افغانستان میں تمام ممالک مداخلت بند کریں۔ پاکستان تمام ہمسایہ ممالک سے برابری کی بنیاد پر دوستانہ تعلقات استوار کرے۔

۱۶) ملاکنڈ ڈویژن کو انتظامی طور پر دو ڈویژن میں تقسیم کیا جائے۔

۱۷) ملاکنڈ ڈویژن میں ترقی کے عمل کو تیز کیا جائے اور روزگار کے مواقع پیدا کیے جائیں۔

۱۸) بے روزگار نوجوانوں کو روزگار الاؤنس دیا جائے۔

۱۹) تعلیم مفت قرار دے کر یکساں نظام عام کی جائے۔

۲۰) صحت کے شعبے میں علاج معالجے کی سہولتیں مفت فراہم کی جائیں۔

۲۱) عدالتی نظام انصاف پر مبنی بنایا جائے اور انصاف کا حصول ہر فرد کیلئے ممکن بنایا جائے۔

پیٹ (PHET) سائیکلون

صوبہ سندھ کے تین اضلاع کراچی، ٹھٹھ اور بدین قدرتی آفات کے حوالے سے نہایت کمزور ہیں جہاں زیادہ بارشیں، طوفان، سیلاب اور زلزلے مختلف ادوار میں انسانی جانوں کے ضیاع کا سبب بنے ہیں۔ اگر ہم گذشتہ دو دہائیوں کا جائزہ لیں تو ہمیں یہ جان کر افسوس ہوگا کہ تین مرتبہ مختلف قدرتی تباہ کاریوں کا منظر ابھی تک ہماری آنکھوں میں ہیں، جن سے ہزاروں زندگیوں کا ضیاع ہوا۔ ورلوگ اپنے تمام قیمتی املاکوں سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے۔ ان تمام معاملات پر انسان دوست لوگ کافی کچھ لکھتے اور پڑھتے اور پڑھاتے جا رہے ہیں۔ انکے تمام اسباب پر اپنے اپنے خیالات و آرا سے ہم سب لوگوں کو آگاہ کرتے رہتے ہیں۔ لیکن افسوسناک امر ہے کہ ان تمام کوششوں کے باوجود قدرتی آفات کو نہ روکا جا سکا اور نہ ہی ان میں کوئی کمی آئی ہے۔ اس سال 2010 کے جون کے مہینے میں سندھ کے ساحلی اضلاع کے لوگ ابھی چاول کی کاشت کے بارے میں سوچ ہی رہے تھے اور ماہی گیر اپنی دو مہینوں کی چھٹیاں منا رہے تھے کہ اچانک ایک سمندری طوفان (پیٹ) ان کی طرف بڑھتے لگا تھا اور لوگ اپنی جانوں کو بچانے کے لئے فکرمند ہو گئے۔

پیٹ سائیکلون ۳۱ مئی کو عمان کے صحرائی اور سمندری حدود سے اس انتہائی خطرناک طوفان نے جنم لیا اور اس تباہی کی منزلیں طے کرنا شروع کیں۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق اس طوفان نے عمان کا 780 ملین ڈالرز کا نقصان ہوا اور دس ہزار لوگوں کو نقل مکانی کرنی پڑی۔ پیٹ سائیکلون نے عمان سے اپنا رخ مغرب شمال کی جانب تجویز کیا لیکن پھر اس کا رخ شمال کی جانب ہو گیا۔ پیٹ سائیکلون میں کل ۴۴ انسانی جانوں کا ضیاع ہوا جس میں ۲۴ عمان، ۱۵ پاکستان اور ۵ ہندوستانی شامل ہیں۔ یہ لوگ اکثر کشتیوں کے الٹنے سے موت کا شکار ہوئے تھے۔ پیٹ سائیکلون ۷ دن تک خوف اور دہشت کی علامت بنی رہی یعنی ۳۱ مئی سے ۶ جون ۲۰۱۰ تک ۱۵۰ کلومیٹر کی رفتار سے عمان کی سمندری حدود سے ٹھٹھ کے ساحل تک سفر کرنے کے لئے گوادر، پسنی اور ماڑہ بلوچستان سے گذرتے ہوئے بالآخر ۶ جون کی رات کو ٹھٹھ کی ساحل سے ٹکرانے کے بعد اس سال کا تیسرا سمندری طوفان اپنے منطقی انجام کو پہنچا۔ پیٹ سائیکلون کی وجہ سے ٹھٹھ کے پانچ تحصیلوں جاتی، شاہ بندر، کھارو چھان، کیٹی بندر اور گھوڑا باڑی سے تقریباً ۶۰ ہزار لوگوں نے عارضی نقل مکانی کی۔ سائیکلون سے نمٹنا بہت بڑا چیلنج تھا سب سے بڑا چیلنج لوگوں کی جان بچانا پہلی ترجیح تھی جبکہ دوسری ترجیح انکو محفوظ مقامات پر پہنچانے کیساتھ ساتھ انکے کھانے پینے کیلئے انتظام کرنا۔ ایسے مسائل تھے جن کو بروقت پورا کرنے میں حکومتی اداروں کے لئے بڑے مسائل تھے۔ ایس پی او نے ہمیشہ مشکل وقت و ناگہانی آفتوں میں لوگوں کی بروقت مدد کرنے اور انکو مشکل حالات میں مدد و معاونت کرنے کیلئے اپنی کاوشیں کی ہیں۔ مشکل وقت میں پروگرام اور پراجیکٹ ٹیم کے ساتھ مل کر ٹھٹھ کے ضلعی حکومت کیساتھ مل کر لوگوں کو محفوظ مقامات پر پہنچانے کیلئے سرگرم کردار ادا کیا۔ ایس پی او کے عملے نے لوگوں کو ساحلی علاقوں سے ممکنہ محفوظ مقامات جانے کیلئے سب سے پہلے انکو طوفان کے خطرات کے بارے میں آگاہی دی اور انکو آمادہ کیا کہ

کچھ وقت کیلئے اپنے آبائی علاقوں کو چھوڑ دیں۔ اس پورے کام میں ضلعی حکومت اور دیگر حکومتی ادارے اور غیر سرکاری تنظیموں کے درمیان ایک پل کا کردار ادا کیا۔ ایس پی او نے اپنی ساتھی تنظیموں اور نیٹ ورک وحدت (وے فار ہیومن ڈیولپمنٹ) کے ساتھیوں کے ساتھ اجلاس منعقد کئے اور رضا کاروں کی نشاندہی کی اور ساحلی علاقے میں موجود ساتھی تنظیموں جس میں ڈیلٹا ڈیولپمنٹ آرگنائزیشن، نوجوان سوشل ویلفیئر ایسوسیئیشن، ایاز لطیف فلاحی تنظیم اور کرم پور ویلفیئر ایسوسی ایشن کے ساتھیوں نے لوگوں کی جان بچانے اور انکو محفوظ مقامات پر پہنچانے کیلئے اچھی پلاننگ اور ایک دوسرے سے مضبوط رابطے کے ساتھ اپنا کردار ادا کیا۔

ایس پی او نے ضلعی حکومت تعاون سے لوگوں کو محفوظ مقامات پر پہنچانے کیلئے بروقت ٹرانسپورٹ اور کشتیوں کا انتظام کیا جس سے ہزاروں لوگوں کی جان و مال کی حفاظت ممکن ہو سکی۔ ضلعی حکومت نے ضلع کے ۶۵ سرکاری اسکولوں میں متاثرین کے لئے امدادی کیمپیں قائم کر دیئے تھے جس میں لوگوں کو ۳ جون سے منتقلی کی جا رہی تھی۔ ایس پی او نے ضلعی حکومت کو سرچ اینڈ ریسکیو اور متاثرین کے لئے راشن کی مد میں بروقت معاونت کی اور لوگوں کو مشکل حالات کا مقابلہ کرنے کا حوصلہ دیا۔ طوفانی خطرات کے سات دن ایس پی او کی ساتھی تنظیموں اور وحدت (وے فار ہیومن ڈیولپمنٹ) نیٹ ورک نے ثابت قدمی سے اپنے لوگوں کی بہتری اور بھلائی کے لئے جو شاندار کردار ادا کیا اس کا مثال نہیں ملتا۔ پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا کو وقت بوقت معلومات فراہم کر کے انہوں نے ایک نئی تاریخ رقم کی۔ ہم نے سیکھا کہ اگر ساتھی تنظیمیں چاہیں اور کچھ کرنے کا عزم ہو ہر مشکل وقت میں بہتر کردار ادا کر سکتی ہیں۔ ضلعی حکومت نے ڈی سی او آفس ٹھٹھ میں جو ہنگامی مرکز قائم کیا اس میں بھی ایس پی او کی ساتھی تنظیموں کو شامل رکھا تاکہ محدود وقت میں کم سے کم نقصان ہو۔ ہم جانتے ہیں کہ ساحلی علاقے کے لوگ ہمیشہ کی طرح خطرات کو منہ دیتے آ رہے ہیں ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت ناگہانی قدرتی آفت سے ممکنہ بچاؤ کی پائیدار منصوبہ بندی کرے جس سے عام غریب لوگوں کی جان و مال محفوظ رہیں۔ ایسے حالات میں روایتی طریقوں سے ہٹ کے جدید اور سائنسی بنیاد پر ایسے انتظامات کئے جائیں۔ اس پوری مشق میں ڈسٹرکٹ ڈزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی کا محدود کردار تھا جس کو مزید فعال بنانے کی ضرورت ہے تاکہ جو ادارہ جس مقصد کے لئے بنایا گیا ہے وہ اپنا کردار بہتر انداز میں ادا کر سکے۔

سیلابی آفت کیا تباہی لائی؟

تحریر: نصیر میمن

بپھرے ہوئے دریاؤں نے اس سال غیر متوقع طور پر ملک کے چاروں صوبوں میں شدید تباہی مچائی۔ اس سیلابی آفت نے خستہ حال سول انفراسٹرکچر سے لیکر لغزندہ انتظامی ڈھانچے کو تباہ کر کے رکھ دیا۔ حالیہ سیلاب کی تباہی نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ روئے زمین پر قدرتی آفات میں سب سے نقصان دہ سیلاب کی آفت ہے۔ دو جین رتا یکے کی ایک تحقیق کے مطابق سال 1986 تا 1995 کے دوران قدرتی آفات کے نتیجے میں جاں بحق ہونے والے 3 لاکھ 67 ہزار انسانی جانیں ضائع ہونے کی وجہ دریائی سیلاب اور جوار بھاٹا یا سمندری طوفان تھے۔ سال 1998 تا 2002 کے دوران 683 سیلاب کی صورت میں تباہ کاریاں ریکارڈ کی گئیں، جن میں سے 97 فیصد آفات نے ایشیائی خطے کا رخ کیا۔ اس قسم کے رجحانات آئندہ چند سالوں میں خوفناک تباہی کا عندیہ دیتے ہیں اور پاکستان جیسے ملکوں میں قدرتی آفات کی روایتی انتظام کاری میں بنیادی تبدیلیاں لانے پر زور دیتے ہیں۔

دریائے سندھ میں آنے والے سیلاب نے دونوں بڑے صوبوں، پنجاب اور سندھ کے کافی حصوں میں بڑے پیمانے پر تباہی پھیلائی ہے اور مزید انسانی آبادیوں کو برباد کرنے میں مصروف عمل ہے۔ جبکہ باقی ماندہ مون سون میں بھی اس کی تباہیوں کا سلسلہ جاری رہ سکتا ہے۔ اس آفت کے نتیجے میں ہونے والی تباہی میں جتنا ہاتھ قدرت کا ہے، وہاں انسان بھی اس میں اضافے کا سبب بنا ہے۔ جامعہ ہوزی کے پروفیسر مارٹن ہانگ کا کہنا ہے کہ 6 ہزار سال قبل دریائے سندھ کہیں زیادہ بڑا دریا ہوا کرتا تھا لیکن 4 ہزار سال قبل جیسے ہی موسمیاتی تبدیلی آتی گئی اور موسم ٹھنڈا ہوتا گیا، دریا کا بڑا حصہ خشک ہوتا چلا گیا اور اس کے بہاؤ کے راستے بیابان ہوتے چلے گئے۔ پروفیسر کی نظر میں اس آفت کا تواتر کے ساتھ آنے کا بنیادی مظہر مقامی طور پر بڑھتا ہوا درجہ حرارت ہے۔ اس کے خیال میں مون سون کی شدت بحیرہ ہند کے سطحی درجہ حرارت کے حوالے سے زیادہ حساس ہے۔ اس بنا پر اس سال کے مرضیات کے رو سے آنے والا غیر معمولی مون سون، موسمیاتی تبدیلی کا ایک بڑی حد تک پیش خیمہ ہے۔ تاریخی اعداد و شمار کی عدم موجودگی کے نتیجے میں موسمیاتی تبدیلی کا بڑھتا ہوا غالب خطرہ، اکثر اوقات تمام اندازوں کو غیر ضروری بنا رہا ہے۔

صوبہ خیبر پختونخواہ کو اس سال انتہائی غیر متوقع مون سون کے سامنا کرنے کا تجربہ ہوا ہے، جس کی ماضی میں مثال موجود نہیں۔ دستیاب تاریخی اعداد و شمار کے تجزیے سے اس قسم کی قدرتی آفت کی شدت کی پیش گوئی نہیں کر سکی تھی، جو کہ اس مرتبہ مشاہدے میں آئی ہے۔ درحقیقت اس قسم کی صورتحال زیادہ خطرناک ہے کیونکہ شدت سے اندازہ لگائی گئی یا کوئی بھی غیر متوقع قدرتی آفت کسی بھی وقت کہیں بھی مزید شدت کے ساتھ وقوع پذیر ہو سکتی ہے۔ موسموں کی انتہا درجے کی ناقابلیت پیشگوئی اور موسمیاتی تبدیلی کا مظہر، پاکستان میں سیلابوں سے نبرد آزما ہونے کے کمزور انتظام کے لئے ایک حقیقی اور کٹھن چیلنج ہے۔ شدید اور غیر متوقع موسموں نے آفات کو متحرک ہدف بنا دیا ہے اور انتظام کاروں کے لئے اب قریب ناممکن بنتا جا رہا ہے کہ وہ موجودہ استعداد کے ساتھ سیلاب جیسی قدرتی آفت سے نمٹ سکیں۔ مقامی طور پر قبل از وقت اطلاع فراہم کرنے والے نظام کی عدم موجودگی، آفات کی انتظام کاری سے متعلقہ بے اثر ساز و سامان، سیلاب سے نمٹنے کے لئے مربوط منصوبے کی عدم دستیابی اور ایک ایسے نظام کا نہ ہونا جس سے آفات کے نقصانات کو کم از کم کیا جا سکے، چند ایک ذمہ دار وجوہات ہیں، جن کی بنا پر پاکستان میں حالیہ قدرتی آفت سرگشت ہوئی۔ حالیہ سیلاب نے خصوصی طور پر ضلعی اور صوبائی سطح پر موجود آفات سے نمٹنے والے اداروں کے مابین رابطے کی قلعی بھی کھول کے رکھ دی ہے۔

چونکہ سیلاب نے تمام صوبوں میں تباہی مچائی ہے، فیڈرل فلڈ کمیشن نے 20 اگست کو جاری کردہ ایک رپورٹ کے مطابق ملک میں 7.71 ملین سیلاب زدگان میں 3.68 ملین کا تعلق سندھ سے تھا۔ مجموعی طور پر تباہ ہونے والے 3 لاکھ 3 ہزار 698 گھروں میں سے سب سے زیادہ 2 لاکھ 11 ہزار 375 سندھ میں متاثر ہوئے۔ اسی طرح تاریخ رقم کر جانے والے اس سیلاب نے مجموعی طور پر 11 ہزار 27 گاؤں اور 4.74 لاکھ ایکڑ قابل کاشت زمین کو سخت متاثر کیا۔ جس میں سے 4359 گھر اور 1.15 ملین ایکڑ زمین صرف صوبہ سندھ میں متاثر ہوئی۔ دوسری جانب حکومت سندھ کے تازہ ترین بیانات صوبہ میں متاثرین کی تعداد 70 لاکھ بتاتے ہیں۔ بہر صورت یہ تعداد بڑھے گی اور سیلاب کا گزرنا ان متاثرین کی مشکلات میں مزید اضافہ کرے گا۔ گو کہ خیبر پختونخواہ اور جنوبی پنجاب میں آنے والے سیلاب نے مقابلتاً کم تباہی مچانے کے باوجود مقامی آبادیوں کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔ کوئی دو رائے نہیں کہ اس شدت کی قدرتی آفت سے نمٹنے والی تمام کوششیں سود مند ثابت نہیں ہو سکتی تھیں لیکن اگر بہتر انتظام کاری کے اصول باقاعدہ مرتب کئے جاتے یا پہلے سے موجود کمزور نظام پر درست طریقے سے عملدرآمد کو یقینی بنایا جاتا تو شاید نقصانات کی شدت کو کم کیا جا سکتا تھا۔

خیبر پختونخواہ میں محکمہ موسمیات کی جانب سے حالیہ مون سون سے قبل غیر معمولی بارشوں کی قبل از وقت اطلاعات کو پر اثر طریقے سے محض اس وجہ سے نہیں پہنچایا جا سکا کہ چارسدہ اور نوشہرہ اضلاع کے ڈی سی اوز کے دفاتر کی فیکس مشین خراب تھیں۔ صوبہ سندھ میں مختلف انتہائی مسائل دیکھنے میں آئے۔ اسی طرح سکھر بیراج میں سیلاب کے تمام اندازوں پر حقیقی سیلاب نے پانی پھیر دیا۔ جس سے سندھ حکومت اس حد تک بھڑک گئی کہ اسے بند توڑنے کا حکم دینا پڑا۔ کچھ اہم مقامات کو بچانے اور بہاؤ کی تسہیل کے لیے کچھ ریلوے ٹریکس اور شاہراہیں توڑنی پڑیں۔ مشکوک اور خفیہ فیصلوں نے ایک اور بحث کو جنم دیا۔ جس نے جلد ہی ایک کشمکش کی شکل لے لی تھی۔ ایک جی آئی ایس پر بنیاد رکھنے والا سیلاب کی انتظام کاری پر مبنی منصوبہ کئی متبادل مقامات کا پتہ دیتا جس سے اہم مقامات کو بچایا جا سکتا تھا۔ تاہم میڈیا رپورٹس ہمیں بتاتی ہیں کہ سب فوری فیصلوں کا نتیجہ تھا۔ ان فیصلوں تک پہنچنے میں کچھ سیاستدانوں نے "صلاح مشورہ" تو کیا لیکن ماہرین اور اداراتی نظام سے مشاورت کو غیر ضروری سمجھا گیا۔ نوڈیرو اور غوث پور بند میں شگاف ڈالنے سے سیلاب نے وہ تباہ کن شکل اختیار کر لی جس نے شمالی سندھ کے ایک بہت بڑے حصے کو اپنی لپیٹ میں لیتے ہوئے لاکھوں لوگوں کو بے گھر کر دیا۔ اس کے نتیجے میں ٹھٹھہ، دیکھ آباد، شکارپور اور قمبر شہداد کوٹ جیسے اضلاع میں آباد لوگوں کو آج تاریخ کی بدترین صورتحال کا سامنا ہے۔ مصائب کے اس سلسلے کی بدترین کڑی بے گھر ہونے والے ان افراد کو آنے والے خطرات سے بے خبر رکھنا اور انہیں مصیبت زدہ مقامات سے نہ نکالنا ہے۔ اس کے علاوہ نقل و حمل کے ذرائع کی ناپیدگی نے ان لوگوں کی مشکلات میں مزید اضافہ کر دیا۔ اس وقت تقریباً لاکھوں افراد نہ صرف گھروں سے محروم ہو چکے ہیں بلکہ ان کے روزگار کے ذرائع بھی چھن چکے ہیں۔ یہ ان لوگوں کی زندگیوں کا تلخ ترین واقعہ تھا جس نے انہیں گہرے نفسیاتی کھوکھلے سے دوچار کیا ہے۔

ان تکالیف کے مہیب سائے باقی ماندہ زندگی ان لوگوں کا پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔ اس بات کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے کہ دس ملین کیوسک پانی کا ریلا جسے اساطیری ڈیم کو بھی خس و خاشاک کی مانند بہا لے جاتا، کچھ "اعلیٰ" حکام آج بھی یہ راگ الاپتے نظر آتے ہیں کہ تاریخ کے اس بدترین سیلاب کی وجہ بڑے ڈیموں کی عدم موجودگی ہے۔ کسی بھی قسم کی انجینئرنگ اور سیلاب سے نمٹنے والی جدید ترین سائنس اس افسانوی مفروضے کے حق میں کوئی دلائل نہیں پیش کر پائے گی۔ اگر (خدانخواستہ) کالا باغ ڈیم بھی موجود ہوتا تو آج یہ قوم چار گنا زیادہ مشکلات کا شکار ہوتی۔ یہ سیلاب کالا باغ جیسے اساطیری ڈیم کی بھی تباہی کا باعث بنتا اور کئی گنا طاقتور ہو کر اس ملک کے غریب عوام کی مشکلات اور شرح اموات میں کئی گنا اضافے کا پیش خیمہ بنتا۔

جب چین کو اس نوعیت کے سیلاب کا سامنا تھا تو کئی ہزار فوجی جوان ویکوان ڈیم کو تباہی سے بچانے میں مصروف تھے جو سیلابی ریلے کی قوت میں کئی گنا اضافہ کر سکتا تھا۔ اس ایک ڈیم کے تباہ ہونے سے گولمد شہر کی دو لاکھ سے زیادہ آبادی چار میٹر گہرے پانی میں ڈوب جاتی۔ اسی سال شمال مشرقی برازیل کو، جو خشک سالی کی وجہ سے مشہور ہے، تباہ کن سیلاب کا سامنا تھا۔ اس سیلاب سے پچاس افراد ہلاک اور ڈیڑھ لاکھ افراد بے گھر ہوئے۔ اس تباہی اور انسانی مصائب کی وجہ دو ڈیموں کی تباہی تھی جو دو دریاؤں پر بنائے گئے ہیں۔ مارچ 2009 میں جکارتہ کے قریب ایک ڈیم کی تباہی سینکڑوں لوگوں کی ہلاکت کا باعث بنی۔ دراصل دریاؤں پر ڈیم تعمیر کرنے سے کئی قدرتی آفات جنم لے چکی ہیں۔ ڈیم قدرتی سیلاب کی شدت میں کئی گنا اضافے کا باعث بنتے ہیں۔ حالیہ سیلاب کی شدت کی ایک اہم وجہ دریائے سندھ کا مصنوعی انقباض ہے جس سے پانی کی رفتار میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے۔ ڈیموں اور بیراجوں کے ساحل کی وجہ دریاؤں کی سطح

پر ریت کے انبار لگے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے لہریں خطرناک سطح تک پہنچ جاتی ہیں۔ بے ترتیب اور بکھری ہوئی انسانی بستیاں بھی وسیع پیمانے پر بے مکانی اور انسانی اخراج کا باعث بنی ہے۔ انسانوں کا ہجرت پر مجبور ہونا غیر اس بات کا اعلان تھا کہ انسانی آبادکاری میں بے قاعدگی قدرتی آفات کے اثرات کو کس حد تک بھیانک اور مایوس کن بنا سکتی ہے۔ بے مہار ڈیم سازی اور دریاؤں کو لگام ڈالنے جیسی وجوہات نے سیلاب کی نوعیت ہی بدل دی ہے۔ گذشتہ ادوار میں سیلابی پانی کی واپسی سے انسانی آبادکاری کے نئے میدان سامنے آتے تھے۔

تربیلا ڈیم کی تعمیر سے قبل سندھ کے کچے علاقوں میں ہر سال تین لاکھ کیوسک تک کا سیلابی ریلا گذرتا تھا۔ اس کے علاوہ سال کے 77% عرصے کے دوران 15 لاکھ کیوسک پانی گذرتا تھا۔ سیلابی پانی زمین کے کافی ایسے حصے چھوڑ کر جاتا تھا جہاں انسانی آبادی کے نئے امکانات ابھرتے تھے۔ ایک رپورٹ کے مطابق کوئی پچاس ہزار ایکڑ کے قریب زمین پر انسانی بستیاں موجود تھیں۔ جہاں شاہراہیں اور حکومتی انفراسٹرکچر بھی موجود تھا تاہم حکومتی توجہ سے محروم یہ لوگ دریا کے ساتھ ساتھ مکین رہے۔ یہی وہ لوگ تھے جو دریا کے قریبی علاقوں کو خالی کرنے کے لیے تیار نہیں تھے کیونکہ سیلابی میدان ہی ان کا سب کچھ تھے۔

بے مہار دشت کشی کے علاوہ حالیہ سیلاب کی شدت کی ایک اہم ترین وجہ گذشتہ کئی برسوں سے سیلابی پانیوں کی باقاعدہ گذرگاہوں کی ناپیدگی اور تعمیری وجہ سازش افسران اور سیاسی عناصر ہیں۔ گہرے جنگلات، جو لہروں کی تیز رفتاری کو بہت حد تک کم کر سکتے تھے، اور بکھرے ہوئے پانیوں کو متحمل کر سکتے تھے، کاٹے جا چکے ہیں۔ اگر بحالی اور تعمیر نو کے کام کو شفافیت اور (سول سوسائٹی اور نجی شعبہ کی) شراکت سے ہم آہنگ نہ کیا جائے گا تو ہمیں ایک نئی آفت کا سامنا ہو سکتا ہے۔ مستقبل میں ایسی آفات سے بچنے کے لیے مربوط منصوبہ بندی کے ساتھ ساتھ فعال اور دیانتداری پر مبنی نظام کی اشد ضرورت ہے۔ سیاسی معیشت اس سلسلے میں کلیدی اہمیت کی حامل ہوگی۔۔۔ اگر ایسا ہو پایا تو۔۔۔

ترجمہ: معظم رسول بشکریہ: دی نیوز

3۔ قدرتی آفات کی انسانی وجوہات

مستقبل میں یقینی قدرتی آفات کے ذریعے آنے والی تباہی کے خطرات بروقت بچاؤ کے مربوط طریقہ کار کی ضرورت پر زور دے رہے ہیں۔

تحریر: نصیر میمن

ان اداروں کے کردار کو اچھی طرح جانے کی ضرورت ہے جو سیلاب کے تباہ کن اثرات کا باعث بنے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سیلاب سے آنے والی قیامت خیز تباہی مستقبل میں آنے والی اس سے بڑی تباہی کی خبر دے رہی ہے۔ یہ سوالات تخمین سے زیادہ ضرورت اس بات پر دیتی ہے کہ ہم فطرت کی ان طاقتوں کو زیر دام لانے کے لیے اپنے آپ کو پوری طرح لیس کریں۔ اس سال اگست میں مون سون کی جلد باز ہوائیں اپنا نصف حصہ ایک ہی ہفتے میں برسا گئیں۔ یعنی ایک ہفتے میں اس قدر بارش ہوئی جو عام حالت میں تین ماہ میں ہوا کرتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ امسال سیلابی تباہی کا دورانیہ مکمل قیامت کی شکل اختیار کر گیا۔ سندھ کے تین بیراجوں نے کئی دنوں تک ایک اعشاریہ ایک ملین کیوسک پانی سنبھالے رکھا۔ سیلاب کا یہ تباہ کن پاگل پن نوشتہ دیوار ہے کہ ہمیں اس نوعیت کی اور اس سے شدید ترین تباہیوں کی روک تھام کے لیے بروقت تیار ہونا پڑے گا۔

اس کے علاوہ حالیہ سیلاب ہمارے انتظامی افلاس کا بھی مذاق اڑاتے رہے۔ حالیہ سیلاب عظیم نے قدرتی آفات سے نمٹنے والے قومی اداروں کے ہاتھوں کو مفلوج کر کے رکھ دیا۔ نیشنل ڈزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی اور اس کے صوبائی و ضلعی اعضا سیلاب کے مقابلے میں ہار مان بیٹھے۔ سیلاب نے اس ادارے کے صوبائی اور ضلعی یونٹس کو بالکل بے بس کر کے رکھ دیا۔ قدرتی آفات سے نمٹنے کے سلسلے میں نیشنل ڈزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی کا وہ جزو جو ضلعی سطح پر کام کرتا ہے انتہائی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ کیونکہ ضلعی سطح پر کام کرنے والے ادارے سب سے پہلے میدان عمل میں اترتے ہیں اور سب سے آخر میں واپس آتے ہیں۔ اس لیے ڈزاسٹر مینجمنٹ آرڈیننس کے سیکشن 23 کے مطابق ان ضلعی اداروں کا یہ فرض ہے کہ وہ قدرتی آفات سے نمٹنے کے لیے بروقت اور موثر طریقہ کار وضع کریں۔ لیکن ہر سال کی طرح، اس برس بھی نہ کوئی منصوبہ تھا اور نہ ہی اس اہم ترین ادارے کے اہم ترین اعضا مربوط اور مضبوط تھے۔ کچھ مقامی معتی اداروں نے نیشنل ڈزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی کی ضلعی شاخوں کی استعداد کار میں اضافے کے لیے تربیت کا بیڑا اٹھایا تھا۔ تاہم صوبائی ڈزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹیز نے صوبائی اور ضلعی سطح پر اپنے آپ کو ایک ادارے کی شکل میں منظم کرنے کے معاملے پر کبھی بھی سنجیدگی سے غور نہیں کیا۔ اگرچہ ضلعی ڈزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹیز صوبائی حکومتوں کے زیر اثر کام کرتی ہیں مگر اس بار نیشنل ڈزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹیز نے اپنی ضلعی شاخوں کو کسی بھی متعلقہ ادارے سے رابطہ کرنے کے حق سے منع کر دیا تھا۔ صوبائی ڈزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹیز سندھ میں عملے کے طور پر کام کرنے والوں کی تعداد محض ایک درجن کے قریب ہے اور اس کے پاس سندھ کے دوسرے حصوں تک رسائی کے لیے دیگر علاقوں میں کوئی جگہ موجود نہیں ہے۔

پنجاب میں حالیہ دنوں تک ڈزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹیز کا وجود تک نہیں تھا۔ اور دیگر صوبوں میں جو ادارے قائم تھے وہ مالی، انسانی اور تکنیکی وسائل کی شدید قلت کا شکار تھے۔ اس کے حالیہ دنوں میں سیلاب نے جنوبی کا غذی چیتوں کو تہس نہس کرنا شروع کیا تو نیشنل ڈزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹیز نے فوری طور پر گھٹنے ٹیک دیے۔ آہ وزاری ایک طرف۔ آنے والے دنوں کے لیے خطرے کی گھنٹی بج چکی ہے۔ یہ گھنٹی حالیہ سیلاب جیسی قدرتی آفات سے بچاؤ کے لیے ایک ایسے نظام کا تقاضا کر رہی ہے جو فعال ہونے کے ساتھ ساتھ قابل اعتماد بھی ہو۔ یہ صورت حال ہر سطح پر ڈزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹیز پر توجہ مبذول کروا رہی ہے۔ یہ خطرے کی گھنٹی ہمیں بتا رہی ہے ڈزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹیز کے نظام میں بہتری لانی ہے اور اسے انسانی، مالی، تکنیکی اور دیگر وسائل ترجیحی بنیادوں پر فراہم کرنے ہیں۔ کچھ معیارات کو سامنے رکھ کر بات کی جائے تو پاکستان کو تحصیل اور یونین کونسل کی سطح پر ڈزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی کے قیام کی ضرورت ہے۔ چونکہ افسر شاہی قسم کی ریاست و ہیکل ذمہ داری نہیں لے پائے گی۔ اس لیے ایک عوامی سطح پر فعال، خالصتاً شرکتی ڈھانچے پر قائم اداروں کا قیام، جو قدرتی آفات کے خطرے کی صورت میں بروقت اور سریع الرفتار کام کو یقینی بنا سکے، نہایت ضروری دکھائی دیتا ہے۔ موجودہ انتظامی ڈھانچے میں ڈی۔سی۔ او ضلعی ڈزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی کی نمائندگی کرتے ہیں۔ تاہم ان میں سے بہت کم قدرتی آفات سے نمٹنے کے لیے اختیارات کے حامل ہیں جس کے لیے ضلعی اور صوبائی سطح پر فعال رابطہ کاری کے مربوط نظام کی موجودگی بے حد ضروری ہوتی ہے۔ قدرتی آفات اور خطرات سے نمٹنے کے لیے ایسے خطرات سے بروقت آگہی ایسے نظام کے لیے ریڑھ کی ہڈی کا کام کرتی ہے۔ تاہم افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے ہمارے ہاں یہ بنیادی ضرورت بھی کوئی وجود نہیں رکھتی۔ ایسے نظام کی عدم موجودگی میں ہم قدرتی آفات کے بعد جو کچھ کر پاتے ہیں وہ بے ہنگم شور وغل اور بے عمل ہاتھ پیر مارنے کے برابر ہے۔

قدرتی آفات کے سلسلے میں ایک بڑا خطرہ، جو ہمارے سروں پر منڈلا رہا ہے، وہ جنگلات کی کمی اور آلودگی سے پیدا ہونے والے ارضی و آبی انحطاط کے ساتھ ساتھ ساحلی علاقوں میں ماحولیاتی و حیاتیاتی عدم توازن، بلا واسطہ آلودگی اور شہروں میں فضائی آلودگی ہے۔ تاہم ان خطرات کو اب تک خفیف خطرات تصور کیا جاتا رہا ہے کیونکہ سیلاب اور زلزلے کے برعکس ان خطرات سے لوگ کم خوفزدہ ہوتے ہیں۔ جب تک یہ ملک آنے والے خطرات کا جامع نقشہ مرتب نہیں کرتا، ہر قسم کی منصوبہ بندی اور تیاری سراب اور فریب سے زیادہ کسی اہمیت کی حامل نہیں ہو سکتی۔ خطرات سے آگاہی کے مناسب نظام کی عدم موجودگی ہمیں ان خطرات سے دوچار کر سکتی ہے جن سے بچا جا سکتا ہے۔ خطرات سے بروقت آگہی خطرات سے نمٹنے اور جانی و مالی نقصان کی تخفیف میں اہم ترین کردار ادا کرتی ہے۔

پاکستان میں سیلاب کے خطرات سے آگاہ کرنے والے مقامی اور قومی سطح پر مربوط نیٹ ورکس کا فقدان ہے۔ جڑواں شہروں میں سائنسی عبالیہ کا نام تو سنائی دیتا ہے لیکن یہ نیٹ ورک کہیں دکھائی نہیں دیتا۔ پہاڑی علاقوں میں، خاص طور پر، ایسے نیٹ ورکس کی موجودگی نہایت ضروری بھی جاتی ہے۔ جہاں بلندی سے گرنے والا سیلابی پانی آفت زدہ علاقوں کو خالی کرنے کا بھی موقع نہیں دیتا۔ حالیہ سیلاب کے دوران کوہ سلیمان سے آنے والے سیلابی ریلوں نے جنوبی پنجاب کے ضلعوں کو بے خبری میں آ لیا۔ 2007 میں جب یمن سائیکلون نے بلوچستان کے ساحلی علاقے عبور کر لیے اور تباہی کی گذرگاہوں کو ملیا میٹ کرتا ہوا سندھ کے مغربی اضلاع تک جا پہنچا۔ یہ علاقے، خاص طور پر سلسلہ کیرتھر، خطرے سے بروقت آگاہ نہ ہونے کی وجہ سے تباہی کی زد میں آ گئے۔ ایسے دریا جن کی انتظام کاری کا نظام موجود ہے، وہاں آنے والے خطرات کی پیش گوئی بھی ممکن ہے۔ اگرچہ ہمارا آبی نظام موجودہ معیارات کی نسبت نہایت پرانا ہے۔ اس صورت حال میں ٹیلی میٹری (بعید پیمائی) جیسے نظام کی فراہمی سودمند ثابت ہو سکتی تھی لیکن کچھ بدعنوان عناصر نے، جن کا پیٹ درست معلومات کی روک تھام کے بغیر نہیں بھرتا، اس نظام کو نہ چلنے دیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جس سیلاب کی شدت محض ۸۰ بتائی جا رہی تھی اس قدر خوفناک صورتحال اختیار کر گیا کہ سندھ کے کئی علاقے اس سیلاب میں ڈوب گئے۔ ٹوڑی بند میں پڑنے والے ایک شگاف سے سندھ کا بالائی نصف خطرے میں پڑ گیا۔ کشمور سے دادو اور دادو سے جامشورو کے عوام اور انتظامیہ کو منہ کی کھانی پڑی۔ سیلاب کی صورت میں آنے والی حالیہ آفت نے ہمارے انتظامی ڈھانچے کی بخیے ادھیڑے ہیں، نقاہت اور کمزوری کو روز روشن کی طرح عیاں کر دیا ہے۔ یہ وہ نظام ہے جہاں کچھ افراد نے پورے نظام کو اپنے مہیب چنگل میں بری طرح جکڑ رکھا ہے۔ مرکز اور مرکزی اجزا کے مابین حائل بداعتمادی کی خلیج اس مسئلے پر سفاکانہ تقسیم کی وجہ بنی ہوئی ہے۔ اسی لیے سیلابی پانیوں کے اترنے کے چند روز بعد دریاؤں کی دونوں جانب متعلقہ لوگ چشمہ لنک کینال کے مسئلے پر لڑتے جھگڑتے نظر آئے۔

ایک اہم جریدے میں شائع ہونے والی فیڈرل فلڈ کمیشن (ایف ایف سی) کی رپورٹ کے مطابق پنجاب میں حالیہ سیلاب سے متاثر ہونے والوں کی تعداد گذشتہ متاثرین کے مقابلے میں 133 فیصد زیادہ تھی۔ 20 اگست کو شائع ہونے والی رپورٹ میں سیلاب زدہ افراد کی تعداد 1.9 ملین جبکہ 6 ستمبر کو شائع ہونے رپورٹ کے مطابق سیلاب زدگان کی تعداد 8.2 ملین ہو چکی تھی۔ تاہم ایف ایف سی کے ڈیٹا مینجمنٹ یونٹ نے اس غلطی کو نظر انداز کر دیا کہ دونوں رپورٹس میں متاثر ہونے والے دیہاتوں، زرعی اراضی اور گھروں کی تعداد ایک ہی بتائی گئی۔ اسی طرح اس رپورٹ میں سیلاب سے ہلاک ہونے والے مویشیوں کی تعداد بھی کم کر دی گئی جو 129,416 سے 24,788 ہو گئی ہے۔

عددی صلاحیتوں کی یہ توڑ موڑ ہمارے نظام کے "بااعتماد" ہونے کی ایک تاریک دلیل ہے۔ اور اس کا مقصد سیلاب زدگان کی امداد کے لیے ملنے والی رقوم سے بڑا حصہ وصول کرنے کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ حالیہ سیلاب سے کچھ سبق سیکھ کر ہم اس زحمت کو رحمت میں بدل سکتے ہیں۔ ہمیں اس سے یہ سبق سیکھنا ہے کہ ہم مستقبل میں خطرات سے آگاہ کرنے والے اور ان کی روک تھام کرنے والے اداروں کو مضبوط اور مربوط کرنے میں دانش مندی کا ثبوت دیں گے۔

ترجمہ: معظم رسول بشکریہ: دی نیوز

SPO
Strengthening
Participatory
Organization
ادارہ استحکام شرکتی ترقی

مدیر: عزیز علی داد   تزئین واہتمام: ریاضت حسین

نمائندگان: شاہنواز خان (ملتان)   ذیشان نوئیل (لاہور)
امداد علی (کوئٹہ)   فضیل احمد (تربت)
زیب النساء (پشاور)   اصغر خان (ڈیرہ اسماعیل خان)
ثمرین خان (حیدرآباد)   الٰہی بخش (کراچی)
قمرالزمان (آزاد کشمیر)

ادارہ استحکام شرکتی ترقی (ایس پی او) بلانفع بنیادوں پر خدمات انجام دینے والا غیر سرکاری ادارہ ہے جو 15 جنوری 1994 کو کمپنیز آرڈیننس مجریہ 1984 کی دفعہ 42 کے تحت قومی ادارے کی حیثیت سے رجسٹر ہوا۔ ادارہ بہتر نظم ونسق کے لیے ترقیاتی اداروں کی استعداد اور صنفی تفہیم میں اضافے، مفاد عامہ میں خدمت انجام دینے والی عورتوں اور مردوں کی تنظیموں کے فروغ، حقوق کی فراہمی اور تحفظ کے لیے پیروکاری کرنے والے سول سوسائٹی تنظیموں کے اتحادوں کی باہمی رابطہ کاری اور متاثرہ افراد کے لیے ہنگامی امداد اور بحالی کی خدمات انجام دے رہا ہے۔ ادارے کی جانب سے مطلوبہ اہلیت و استعداد رکھنے والی تنظیموں کو تعلیم، صحت، بنیادی سہولتوں کے ڈھانچے کی تشکیل، روزگار اور استعداد کاری کے شعبوں میں وسائل بھی فراہم کیے جاتے ہیں۔

ادارہ استحکام شرکتی ترقی (ایس پی او) کے کور پروگرامز کو آسٹریلین ایجنسی برائے بین الاقوامی ترقی (AusAid)، برطانوی ہائی کمیشن (BHC) اور مملکت نیدرلینڈ کے سفارت خانے (EKN) کی مالی معاونت حاصل ہے۔

ایس پی او ان دیگر امداد دینے والے اداروں کا بھی مشکور ہے جن کی معاونت اس کے موضوعی پروگرامز اور پراجیکٹس کو حاصل ہے۔

ایس پی او نیشنل سنٹر
مکان نمبر 429، گلی نمبر 11، F-10/2، اسلام آباد، پاکستان
فون: 92-51-2104677, 2104679, 2104680 فیکس: 92-51-2112787
www.spopk.org info@spopk.org

بلوچستان
ایس پی او کوئٹہ: مکان نمبر B-55، ... کوئٹہ۔ فون: 081-2870750 فیکس: 081-2870751 ای میل: quetta@spopk.org
ایس پی او تربت: ... تربت۔ فون: 0852-412333 فیکس: 0852-413884 ای میل: turbat@spopk.org

پنجاب
ایس پی او ملتان: مکان نمبر 339, 340 ... ملتان۔ فون: 061-6772995 فیکس: 061-6772996 ای میل: multan@spopk.org
ایس پی او لاہور: مکان نمبر 76-A ... لاہور۔ فون: 042-35863211 فیکس: 042-35863213 ای میل: lahore@spopk.org

سندھ
ایس پی او حیدرآباد: پلاٹ نمبر 158/2 ... حیدرآباد۔ فون: 022-2654725 فیکس: 022-2652126 ای میل: hyderabad@spopk.org
ایس پی او کراچی: G-22, B/2 ... گلشن بلاک نمبر 5، کراچی۔ فون: 021-5836215 فیکس: 021-5873794 ای میل: karachi@spopk.org

خیبر پختون خوا
ایس پی او پشاور: مکان نمبر 15، گلی نمبر ...، سیکٹر N-4، فیز 4، حیات آباد، پشاور۔ فون: 091-5811792 فیکس: 091-5813089 ای میل: peshawar@spopk.org
ایس پی او ڈیرہ اسماعیل خان: مکان نمبر 2، گلی نمبر 2 ... ڈیرہ اسماعیل خان۔ فون: 0966-713231 فیکس: 0966-733917 ای میل: dikhan@spopk.org

آزاد کشمیر
ایس پی او مظفر آباد: مکان نمبر B-35 ... مظفر آباد۔ فون: 05822-434432 فیکس: 05822-434415 ای میل: muzafarabad@spopk.org
ایس پی او باغ: ... ضلع باغ۔ فون: 05823-445290
ایس پی او بھمبر: ... فون: 05821-456574

ایس پی او کمپنیز آرڈیننس 1984 کی دفعہ 42 کے تحت سیکورٹیز اینڈ ایکسچینج کمیشن آف پاکستان (کارپوریٹ لا اتھارٹی) سے منظور شدہ ہے۔ ادارے کو انکم ٹیکس آرڈیننس 2001 کی دفعہ 2(36) کے تحت استثنیٰ بھی حاصل ہے۔

شمارے کے مندرجات سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں